مجموعۂ خیالات سخنوران جادو بیان تالیف لطیف طوطی شکرستان ذہن و ذکا
حصہ اول
مطبع شگوفہ گلزار افروز لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

شکر و احسان اوس آفرینندۂ زمین و زمان کا کس زبان سے ادا کیا جائے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے انسان ضعیف البنیان کو اشرف المخلوقات بنا کر اوسکے دل کو مخزن علوم و فنون بنایا اور اوسکی زبان کو جو محض مضغۂ گوشت ہے وہ قوت نطق جگر پیچ کی عطا فرمائی کہ اون مخزونات خاطر کو بالفاظ مناسب معرض ظہور مین لا کر آویزۂ گوش سامع کر سکے اور زبان شاعران عذب البیان کو وہ جادو بیانی اور سحر زبانی سکھلائی کہ سامعین کے دلون کو بے خواست ایک ایک لفظ کی طرف سے کھینچے اور بااس درجہ اون کے دلون کو محو و مائل کرتی ہے کہ بے اختیار اونکی زبان سے صدائے تحسین و آفرین نکلتی ہے چونکہ اس ہیچمدان ولیم جیکسن کو ابتدائے سن شعور سے شعرا کے کلام کے ساتھ ایک میلان خاطری اور ہمیشہ سے ان حضرات کے کلام فرحت بخش و انشراح افزا کا شوق دل مین رہا ہے چنانچہ جب تک کہ شہر لکھنؤ مین تھا اکثر اساتذہ ماضی و حال کی غزلین جس سبیل سے کہ دستیاب ہو سکین بہم پہنچا کر جمع کرتا رہا اب کہ باتباع حکم محکم گورنمنٹ ہند کے جناب معلی القاب سر جارج ولیم کوپر صاحب بہادر نے جو لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی و چیف کمشنر اودھ کے تھے ملک اودھ کو بھی ممالک مذکورہ کے ساتھ شامل کر کے اکثر دفاتر اودھ کے مقام الہ آباد مین جو دار الحکومت جناب ممدوح الیہم ہے بسنہ ۱۸۷۷ء مین ترسیل فرمایا۔ لئے اس ہیچمدان کو بھی آنا پڑا اور لکھنؤ کے تمام احباب و رفقا اعزہ و اقربا سے دوری و مہجوری گوارا کرنی پڑی کچھ دنون تک تو طبیعت بہت اوداس رہی اور نہایت پریشان خاطری اور بے لطفی مین بسر ہوئی آخر الامر اپنے دل کو اوسی

شوق قدیمی کی طرف پھر مائل کیا اور شعراے نامدار کے کلام کے ساتھ جو اُنس قدیمی
مدت ہاے مدید سے مرکوز باطن تھا از سر نو جلباب خفا سے عرصۂ شہود مین جلوہ
فروز ہوا چنانچہ بعد ہزار تلاش و تفحص یہان کے احباب عنایت فرما کے ذریعے
سے بہت سے دیوان و بیاضین بہم پہونچا کر اپنے مشغلۂ قدیمی مین مصروف ہوا اور انکا
نقل و جمع کرنا شروع کیا بارے الحمد للہ کہ ۱۸۷۸ء مین نتیجہ آٹھ برس کی محنت کا ایک
ذخیرہ ان حضرات کے کلام کا فراہم ہوگیا معہذا یہ خیال اکثر نشتر زن رگ خاطر رہا کہ اگر
خدانخواستہ کسی وجہ اضطراری سے یہ مجموعہ جو سالہاے دراز کی محنت و جانفشانی
سے جمع ہوا ہے تلف و ضائع ہو جاے اور یہ گلدستہ فرحت بخش پائمال خزان گمنامی ہو
تو یہ ساری محنت جو اوسکے اجتماع و فراہمی مین ہوئی ہے رایگان جائیگی اور کبھو وہ اونیے
اسکی مشام شائقین و سامعین کو معطر نہ کرسکیگی لہذا یہ عزم بالجزم کیا کہ اس مجموعہ کو ردیف وار
ترتیب دے اور مطبوع و مشتہر ہو کر مشغلۂ خاطر اور دل بہلانے کا ذریعہ ہو اور نتیجہ اس
تمام محنت و جانفشانی کا یہ ہو کہ بطفیل کلام شعراے نامی اور نامطمان گرامی کے مجھ
گمنام کا نام بھی چندے صفحۂ دہر نا پایدار پر یادگار رہے و باللہ التوفیق امید ہے کہ ناظرین
باتمکین اگر اس ہیچمدان سے اسکی ترتیب اور صحت مین کوئی خطا واقع ہوئی ہو تو بذیل عفو اوسے
دامن عنایت سے چھپائین اور اس ہیچمدان کو مورد طعن و تشنیع نفرمائین بمصداق
الانسان مرکب من الخطاء والنسیان یاد لائین آمین ثم آمین فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل اختر

تری الفت میں ہیں شاہان کو بھی گدائی کا
سوا تیرے کسے زیبندہ ہے دعویٰ خدائی کا

نہ مثل مہر تاباں ہے نہ شعلہ سے مطابق ہے
نہ انداز ہے محبوب کے رنگ طلائی کا

بہار خاک پر جب اشک شبنم زار روتے ہیں
صدف کو غم ہے اسے بحر کرم در کی جدائی کا

ترے ہے داغ جنوں کیونکہ چشم زار کے اوپر
نہایت شک ہے ہم کو تو پہ مسی کی رسائی کا

قفس میں بند ہوتے بال و پر ہوتے ہیں ٹکڑے
سبب ہے کونسا صیاد اب میری رہائی کا

شہید ناز معشوق پری چہرہ ہوا عاشق
ہرا ہے تو یہ ہوا اسی محتسب رو حنائی کا

ترے سبکی خال عارض ہے تنہا ہے اختر تاباں
نہ ہوگا دل غم ماہ صاف بدلا رو نمائی کا

غزل داغ

عجب اپنا حال ہوتا جو وصال یار ہوتا
کبھی جان صدقے ہوتی کبھی دل نثار ہوتا

کوئی فتنہ تا قیامت نہ پھر آشکار ہوتا
ترے دل پہ کاش ظالم مجھے اختیار ہوتا

جو تمہاری طرح تم سے کوئی جھوٹا وعدہ کرتا
تمہیں منصفی سے کہہ دو تمہیں اعتبار ہوتا

یہ مزہ تھا دل لگی کا کہ برابر آگ لگتی
نہ تجھے قرار ہوتا نہ مجھے قرار ہوتا

ترے وعدے پر ستمگر ابھی اور صبر کرتے
اگر اپنی زندگی کا ہمیں اعتبار ہوتا

یہ وہ درد دل نہیں ہے کہ ہو چارہ ساز کوئی
اگر ایک بار مٹتا تو ہزار بار ہوتا

غم عشق میں مزہ تھا جو اسے سمجھ کے کھاتے / یہ وہ زہر ہے کہ آخر مَے خوشگوار ہوتا
گئے ہوش تیرے زاہد جو وہ چشم مست دیکھی / مجھے کیا الٹ نہ دیتی جو نہ بادہ خوار ہوتا
تمہیں ناز ہو نہ کیونکر کہ لیا ہے داغ کا دل / یہ رقم نہ ہاتھ لگتی نہ یہ افتخار ہوتا

غزل غالب

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا / اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا
ترے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا / کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا
تری نازکی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بودا / کبھی تو نہ توڑ سکتا اگر استوار ہوتا
کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیمکش کو / یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا
یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح / کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا
رگ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا / جسے غم سمجھ رہے ہو یہ اگر شرار ہوتا
ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا / نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا
اسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا / جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دو چار ہوتا
یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب / تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

غزل آزاد

سب سیوں سے ترے ناز ہیں ای یار جدا / گفتگو کا بھی نیا ڈھنگ ہے رفتار جدا
یار کے پاس سے کس طرح ہوں اغیار جدا / پہلوئے گل سے کبھی ہوتے نہیں خار جدا
دل تو ہے یار کے ملنے کا طلبگار جدا / حسرت دید میں ہیں دیدۂ بیدار جدا
کچھ مجھے شغل نہیں ہونٹ چبانے کے سوا / جیسے ہونٹوں سے ہو لعل لب یار جدا
ترے عارض سے ملی رہتی ہیں تیرے گیسو / چاندنی سے نہیں ہوتی یہ شب تار جدا
قبر میں بھی یہ مجھے چین نہ لینے دیگا / میں ہوں مدفون جدا اور دل زار جدا
کیوں نہ تو سب سے الگ شعر کہے اے آزاد / تیرا انداز جدا ہے ترے گفتار جدا

غزل دولہ

ہی دُرِ دندان کو شپک آب گوہر سے جُدا
ضو ہی دانتون مین ترے ای ماہ اختر سے جُدا

اوسکے ہر ہر گام پر سو سو طرح کا ناز ہی
جلوۂ قامت ہی کچھ سرو صنوبر سے جدا

روشنی شمع طور آنکھون مین اپنی ہی سیاہ
ہوگیا مین آہ کس ماہ منور سے جدا

سرگذشت اوسنے نہ پوچھی یہ ہوس دل مین رہی
کر دیا قاتل نے یون ہی سر کو خنجر سے جدا

ہاے نیند آئے جو چھٹ پڑا اکیلے کس طرح
مین کبھی سویا نہین پہلوے دلبر سے جدا

وصل کی کس پر شک گل سی رات کو اٹھی ولا
دو نون جانب ہوتی ہین سامان خود سر سے جدا

شانہ و پان و مسی و عطر و سرمہ ہار پھول
وان جدا ہین تم سے عطر و عود و عنبر سے جدا

وصل مین ہو کر ہم آغوشی سے میری تنگ وہ
یون لگے کہنے تو ہو جا میرے بستر سے جدا

حسرت دل ہاے اوسنے کیا قیامت کی کہ آج
وہ خفا بیٹھے جدا ہین ہم مکدر سے جدا

ربط ہے اوس سنگدل کو دل کو دولہ تو بچا
شیشہ نازک ہی رکھیے اسکو پتھر سے جدا

غزل شائق

کیا پرزے پرزے جو نامہ ہمارا
خطا اونکی کیا ہی یہ لکھا ہمارا

سنا کرتے ہین سب مین گوش دل سے
نہایت ہے دلچسپ قصہ ہمارا

نہ دل اپنے قابو نہ کچھ چشم تر پہ
نہ ساغر ہے اپنا نہ مینا ہمارا

اشارا کیا تھا جو کل ہنسنے تم کو
ذرا تم نے مطلب نہ سمجھا ہمارا

لٹے ہین ایسے کہ دنیا مین اب ہو گل
رہے نام باقی تمھارا ہمارا

شب تار فرقت مین اختر کی مانند
چمکتا ہی کیا داغ سودا ہمارا

وہ دل لے کے بوسہ جو دیتے ہین ہمکو
مقرر ہوا یہ وثیقا ہمارا

دیا تم نے بوسہ تمہارا بھلا ہو
نہ دیتے تو کیا زور چلتا ہمارا

جو پوچھا کہ شائق سے کیا تمکو نسبت
تو بولا وہ ہنسکر کہ شیدا ہمارا

[illegible] یہ جو سبزہ پڑا تھا جسکے اوٹھنے تھا
گلو دکھا چمن مین معجزہ باد بہاری کا

مزاج کیسے بلبل کے فروغ حسن گل کیا
دل نادان یہ تھا اک شعبدہ باد بہاری کا

سموم غم سے ہوتے خشک ہین گلہای داغ دل
مدد اے چشم گریان وقت ہے ابر اشکباری کا

ملاتے ہی نگہ کے کیون نہو عاشق کا دل ٹکڑے
ہر اک نوک مژہ پر ہے کھنچا نقشہ کٹاری کا

نہ یہ دلمین اگر ہوتی تو کیون ہر سو سی کہو جاتے
خدا دنیا مین کالا منہ کرے امیدواری کا

جہم آجکل ہے کون اختر میرے طالع مین
کہ شب بھر مجکو رہتا ہے حساب اختر شماری کا

طبیب اس درد دل سے تیرا ہمسایہ کیون مرتے
اثر پہلو کو ہوتا ہے جگر کے زخم کاری کا

غزل رند

مزہ دل سے اوٹھا جاتا ہے لطف زندگانی کا
مجھے پیری مین یاد آتا ہے جب عالم جوانی کا

برنگ فصل گل مہمان ہے موسم جوانی کا
پلا ساقی کوئی ساغر شراب ارغوانی کا

گذشتہ سال تک حسن شباب ایسا نہ تھا اونکا
پٹا پڑتا ہے جوبن اب یہ عالم ہے جوانی کا

تری خلوت سرا جیسے بنایا خانۂ دل کو
دیا ہے دیدۂ حیران کو عہدہ پاسبانی کا

ہنسی سے گالیان دیتے ہو دو پر مجکو یہ ڈر ہے
غضب ہوگا اگر لپکا پڑے گا بدزبانی کا

رہا افسانۂ عشق و محبت ناتمام اب تک
کیا ہے خاتمہ بالخیر کسنے اس کہانی کا

دل مضطر کو فرقت مین بڑی تسکین ہو سکتی
کمال مہربانی ہے جو بہلادو نشانی کا

پس از مدت جو آئی بھی طبیعت تو کہان آئی
نہ بوسے خط جہان موقع نہ پیغام زبانی کا

عیادت کو وہ آئے تھے مگر ہم غش مین لیٹے تھے
نہ دیکھی اونکی صورت بھی برا ہونا توانی کا

ادب سے حور و پری بتلاتی ہین جنکو لوگ انسان ہین
کہین روح مجسم بھی لقب ہے میرے جانی کا

زبان قاصر ہے کیونکر اوسکا شکریہ ادا ہوگا
عنایت کا توجہ کا نظر کا مہربانی کا

گھلا کر میرے جسم زار کو اوسکی جدائی مین
فراق یار نے پتلا بنایا ناتوانی کا

جوانی تک مزہ تھا شاعری کا رند سنتے ہو
بڑھاپا آگیا گذرا زمانہ شعر خوانی کا

غزل وزیر

گردم عشق خیال خط جانان ہوگا / پھر تو جو خط میں لکھونگا خط ریحان ہوگا

بعد مرنے کے مرے کوئی نہ گریان ہوگا / زلف جانان کا مگر حال پریشان ہوگا

تیرے ہاتھوں میں پری رتبہ وہ چندان ہوگا / طائر رنگ حنا مرغ سلیمان ہوگا

حال پوچھو نہ مرے رونیکا بس جانے دو / ابھی رومال نچوڑونگا تو طوفان ہوگا

یار جائیگا ادھر دل سے ادھر صبر و قرار / صبح کے ساتھ مرا چاک گریبان ہوگا

اوسنے تلواریں لگائی ہیں مجھے ہنس ہنسکے / گل پژمردہ مری قبر پہ خندان ہوگا

چاندنا لے ہیں مجھے دن کو نظر آئیگا / میری آغوش میں جب مہ تابان ہوگا

ہوگا بیدار وہیں سبزۂ خوابیدۂ قبر / میرا لاشہ جو لب گور سے نالان ہوگا

اور بھی قاتل عالم پہ مریگی خلقت / کبھی تلوار کی مانند جو عریان ہوگا

پانؤن سو جائینگے تو خواب میں کھینچیگی اسے / نہ فراموش کبھی کوچۂ جانان ہوگا

ہوکے مایوس سگ یار پھریگا جو وزیر / استخوان میرے ہما کھاکے پشیمان ہوگا

غزل شرم

پیار کرنیکا ہنر تب مجھے حاصل ہوگا / نشۂ مے سے وہ بت جبکہ کبھی غافل ہوگا

یون تو غصے میں تو کہتا ہے نہ بولونگا کبھی / چھوڑ کر اوس شوخ کو کب تجھسی پہ مائل ہوگا

التجا کرکے میں سیکھونگا ہر اک فن اوس سے / عشقبازی میں سوا مجھ سے جو کامل ہوگا

حور بھی دیکھکے شرما گئی جسکے عارض / اس گل تر سے بھلا کون مقابل ہوگا

تیر مژگان سے جگر ہوئینگے لاکھوں زخمی / تیغ ابرو کو جو دیکھیگا وہ بسمل ہوگا

چودھوین رات جو آئیگا مرا رشک قمر / میرے طالع کا ستارہ مہ کامل ہوگا

ایک دن یار کی رفتار کریگی پامال / صورت نقش قدم زیر قدم دل ہوگا

دیکھیے نکلیگی کسدن ہوس بوس و کنار / کب گلے میں ترے یہ ہاتھ حمائل ہوگا

چاہ کس واسطے اظہار کرون مین اپنی
ہے سمجھ دار تو خود دل مین ترے قائل ہوگا

اور کو کیا ہے غرض یہ تو بتا اے ظالم
بوسہ مانگیگا وہی جو ترا مائل ہوگا

یونہین ہر روز بڑھا حسن جو ماشاءاللہ
ہے پری آج تو کل حور شمائل ہوگا

زلف تیری جو پریشان ہا کرتی تھی
کوچۂ زلف مین اے جان مرا دل ہوگا

رنج ہوئیگا فقط عشق مین اوسکے اے شمیم
بس سوا اسکے مجھے خاک نہ حاصل ہوگا

غزل اعظم

قسمت مین ہے وہ زلف گرہگیر دیکھنا
اے شانہ اپنی مرا خط تقدیر دیکھنا

لیلی کو کھولنے دو ذرا گیسو دراز
مجنون کے بند بند مین زنجیر دیکھنا

آنکھو کی آرزو یہ ذرا کیجیے نگاہ
[illegible] ہی آپ کی تصویر دیکھنا

دل مین مرے بتو نکا گذرنے تو دو خیال
کعبے مین جلوہ بت بے پیر دیکھنا

رغبت کی آنکھ سے نہ بتو پر نگاہ کر
اے بیخبر گناہ ہے تصویر دیکھنا

خالی نجائیگا تری ابرو کمان کا وار
جو تیر دیکھنا مع نخچیر دیکھنا

سرمہ کریگا خاک کف پا کو یا علی
اعظم کا اعتقاد مرے پیر دیکھنا

غزل عاشق

پھنس گیا ہے دل ہمارا اوس پنجے سے دیکھنا
وہ سمجھتے ہین گنہ سیدہی نظر سے دیکھنا

دیر سے مشتاق بیٹھے ہین تمہی دیدار کے
آج ہمکو بھی ذرا سیدہی نظر سے دیکھنا

مر گیا عاشق تمہارا لو ہوا قصہ تمام
کوئی دم مین جائیگا لاشہ ادہر سے دیکھنا

دوستو کہدو نہ لپٹے مجھسے قاتل بد قماش
خون ٹپکتا ہے مرے زخم جگر سے دیکھنا

سن چکو نالے مرے اوسوقت پہنچو لگ
یہ صدا رونیکی آتی ہے کدہر سے دیکھنا

دیکھیے کمبخت قاصد ابتلک آیا نہین
دوستو کوئی بھی آتا ہے اودہر سے دیکھنا

سر جھکا نیدے تو عاشق کو ابھی جلدی سے آ کیا
تیغ کیون کھینچی ہے تو نے اب کمر سے دیکھنا

غزل قیصر

گھونگھٹ سے نہ نکلا کبھی رخسار تمہارا
ترسا ہی کیا طالب دیدار تمہارا

کی پنجۂ جانانہ نے بہت دست درازی
سیدھا نہوا گیسوئے خمدار تمہارا

مارا ہمین ہای جان لگاوٹ نے تمہاری
آخر کو ہوا دشمن جان پیار تمہارا

گھبراؤ نہ اک دم کے لیے بیٹھ تو جاؤ
دنیا سے اوٹھا جاتا ہی بیمار تمہارا

زنجیر سر زلف دوتا پاؤن مین ہوگی
یون حشر مین جائیگا گنہگار تمہارا

زائل نہوا قبر مین بھی درد محبت
مر کر بھی نہ اچھا ہوا بیمار تمہارا

دیکھو گے قیامت مین جو رحمت کی نظر سے
بیجا بھی نہ جاویگا گنہگار تمہارا

نہ چتر کی خواہش ہے نہ ہے ظل ہما کی
کافی ہے مجھے سایۂ دیوار تمہارا

اے جان جہان کیسے ہو دروازہ پہ حاضر
باندھی ہوی ہاتھون کو گنہگار تمہارا

مرنے پہ بھی قیصر نہ کھلے راز محبت
لاشہ بھی نہ نکلے سر بازار تمہارا

غزل خلیل

دم توڑتا ہے ہجر مین بیمار تمہارا
جلد آئیے چھٹتا ہے گرفتار تمہارا

آنا ہی غنیمت ہے مجھے یار تمہارا
آنکھون پہ رہو دل پہ نہین بار تمہارا

کچھ رنگ دکھایا اثر عشق نے میرے
مرجھایا ہوا ہے گل رخسار تمہارا

تعریف پہ دانتون کی بگڑتے ہو جو مجھسے
کیا ٹوٹ گیا موتیون کا ہار تمہارا

گل پھولتے ہین باغ مین جانے سے تمہارے
ہے باد بہاری قدم ای یار تمہارا

خلطہ نکیا حور سے فردوس مین جاکر
مر کے بھی ہمین پاس رہا یار تمہارا

جاگو گے مرے ساتھ شب وصل مین گر تم
رکھونگا لقب دولت بیدار تمہارا

عاشق ہون تو تم مجھے جو چاہو سزا دو
اللہ کا بندہ ہون گنہگار تمہارا

چپ کس لیے رہتے ہو خلیل جگر افگار
بتلاؤ تو کیا حال ہے ای یار تمہارا

غزل رند

حقیقت مین اوسی منظور خاطر یان نہ آنا تہا
فقط حیلہ تہا درد سر کا صندل کا بہانا تہا

نہ دی آرایش گیسو نے فرصت بات کرنیکی
مقابل آئینہ تہا ہاتھ مین کافر کے شانا تہا

جو مر جاؤن تو لوح قبر پہ میری یہ کہدوانا
ہوا یہ درد فرقت سے قضا کا اک بہانا تہا

یہ حسن و عشق سے منظور تہا صناع عالم کو
مجھے دیوانہ کرنا تھا پری تجھکو بنانا تہا

پہری رہتی تہین اسمین صور زینت آئینہ رویونکی
یہ اپنا خانۂ دل بہی کبہی آئینہ خانا تہا

کسی دل کو محبت سے تری خالی نہین پایا
ترا چرچا تہا ہر محفل مین تیرا ہی فسانا تہا

بڑہایا کیون مرض اپنا کیا کیا تونے او نرگس
اون آنکھون سے تجھے بیمار آنکہین کیا لڑانا تہا

ازل ہی سے الفت ہے حسینان آب و گل مین ہمے
مزاج اپنا لڑکپن مین ہی اوپر عاشقانا تہا

جھکایا رند ہمسے آسمان نے اوسکا در ورنہ
یہی سر تہا ہمارا اور اوسکا آستانا تہا

غزل وحید

جب نہ تہا یہ عشق حال یار کیا معلوم تہا
مظہر توحید ہین رخسار کیا معلوم تہا

ہم ابہی کرکے رہے ہین عشق مین جاتی ہی جان
پہر نہ کہنا او بت عیار کیا معلوم تہا

پوچہ تو ہے کس طرح سے آسکے عیادت کیلیے
تمکو حال عاشق بیمار کیا معلوم تہا

کیا خبر تہی مجھکو اپنی بس مین کرلینگے حضور
اور پہر ہوجائینگے بیزار کیا معلوم تہا

نقد دل کو لیکے آ نکلے تہے اک امید پر
لاؤ بالی ہتی تری سرکار کیا معلوم تہا

ہم یہ سمجھے تہے کہ ہونگے وصل مین جی بہر نثار
جان لیگی حسرت دیدار کیا معلوم تہا

سب لیے آسان جانتے تہے آپ کی الفت کو ہم
زندگی ہوجائیگی دشوار کیا معلوم تہا

یہ خبر ہوتی تو اوسکو دل دیتے ای وحید
قول سے پہر جائیگا وہ یار کیا معلوم تہا

غزل طبیب

دل مبتلاے زلف گرہگیر ہوگیا
قد خمیدہ حلقۂ زنجیر ہوگیا

شکوہ جو مہر دہر کی تحریر ہو گیا — قرطاس نامہ کا عذر کشمیر ہو گیا

آیا نہ حرف شکوہ کبھی میرے لب تلک — سینہ فراق مین ہدف تیر ہو گیا

ہو رو سیاہ زردی رخ اوسکے ہاتھ سے — رسوا ہوا مین عشق مین تشہیر ہو گیا

اوس گل کے منھ کو دیکھکے ہر غنچہ باغ مین — ناطق بسان بلبل تصویر ہو گیا

کیونکر اوڑے یہ طائر جان عشق زلف مین — پھندا ہر ایک بال کا زنجیر ہو گیا

سرگشتگی طالع منحوس دیکھیے — دل دیکھے اونکو مورد تقصیر ہو گیا

کیا کم ہتا تیرا خنجر ابرو برای قتل — سفاک تو جو دست بشمشیر ہو گیا

صورت کو تیری کھینچکے خود صانع ازل — حیرت سے محو صورت تصویر ہو گیا

سب سرنوشت لکھکے مری پھر نظر جو کی — حیران آپ کاتب تقدیر ہو گیا

موتی لگے ز اوسکے ہاتھ کی جب دیکھی چھلک — خجلت سے غرق قلزم تشویر ہو گیا

جو وصف مین نے ابروی خمدار کا لکھا — ہر ایک حرف جوہر شمشیر ہو گیا

اوستاد کی توجہ خاطر سے ای طبیب — ملک سخنوری مین تو اب میر ہو گیا

غزل شائق

بیوجہ کسی دل کا ستانا نہین اچھا — ہمراہ رقیبون کے یہ آنا نہین اچھا

کر خوف مکافات نصیحت کو مری سن — پروانے کو ای شمع جلانا نہین اچھا

گلرویون کی الفت مین ہی نقصان دل و دین — یہ بار کسی طرح اوٹھانا نہین اچھا

ہم جان سے شیدا ہین مگر تمکو ہی غفلت — جو یاد کرے اسکو بھلانا نہین اچھا

غیرون سے لگے ملتے ہو اور ہمکو تو صاحب — در پردہ بھی آواز سنانا نہین اچھا

جو دل مین ہو وہ صاف بیان کیجیے صاحب — محرم سے کوئی بات چھپانا نہین اچھا

رونے سے وہ اکبات پہ ہو جاتے ہین برہم — ای جوش جنون شور مچانا نہین اچھا

رحم انہین نہین نام کو بے مہر و وفا ہین — دل ایسے حسینون سے لگانا نہین اچھا

اچھی تو نہ عقبیٰ کی بہی کر فکر تو شائق
یون عمر گرانمایہ گنوانا نہین اچھا

غزل مونس

او ماہ لقا دل کا جلانا نہین اچھا
ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا

مسی لب نگین چھپانا نہین اچھا
یاقوت پہ یہ داغ لگانا نہین اچھا

آتی ہی نہین بین مرے گلرو کی سو لدی
اے باد صبا خاک اوڑانا نہین اچھا

الجھا کے نہ زلف مین کیا پیچ دا ہم
بس بن چکے سودائی بنانا نہین اچھا

ہو جائیگا سودا مجھے زلفین نہ سنوارو
ہشیار کو دیوانہ بنانا نہین اچھا

پچھتاؤ گے اے جان جہان ہاتھ ملو گے
اس وقت مرے پاس سے جانا نہین اچھا

سب خندہ زنی کرتے ہین ہنستا ہون جانی
عاشق کو مری جان ستانا نہین اچھا

دکھلا دو مجھے ماہ لقا چاند سا مکھڑا
بس خون جگر مجھکو پلانا نہین اچھا

ہو جائیگا دل خون ہمارا شب وعدہ
منھ ہی سے لگا نیکا بہانا نہین اچھا

لکھنا ابھی مصرع کو مری سنک سا ہے یہ
سوت ابھی ہے یہ دل کا لگانا نہین اچھا

مونس کی گلستان ابھی آنکہ لگی ہے
اے بلبلو یہ شور مچانا نہین اچھا

غزل عالم

خود ہوئے رسوا مجھے رسوا کیا
جس جگہ بیٹھے مرا چرچا کیا

عمر گذری روتے مجکو ہجر مین
کیا کیا اے عشق تو نے کیا کیا

گر یہی قسمت مین لکھے تھے ستم
مجھکو کیون اللہ نے پیدا کیا

وان ہوا شانہ جو زلف یار مین
خود بخود یان دم مرا الجھا کیا

ایک لحظہ بھی نہین دل کو قرار
کیا ہوا ہے مجھکو اوسنے کیا کیا

دے چکے جب نذر اونکو جان و دل
پھر ہوا افسوس ہمنے کیا کیا

وعدہ ہمسے تھا بلایا غیر کو
یہ نیا ڈھنگ آپنے پیدا کیا

داغ دل کا حال اپنے کیا کہون | مثل شعلہ رات بھر بھڑکا کیا
عشق مین تجھ سے گلہ ہے الفلاک | مجھکو کس بیرحم پر شیدا کیا
ایسے نا منصف کو عالم دل دیا | حیف دانستہ یہ تمنے کیا کیا

غزل قرار

زلف شبگونکا ہمارے دلکو سودا ہوگیا | کیا بلا نازل ہوئی اندھیر کیسا ہوگیا
بیٹھے بٹھلائے نہین معلوم یہ کیا ہوگیا | وہ اٹھے پہلو سے دلمین درد پیدا ہوگیا
اوس بت کافر پہ اپنا دل جو شیدا ہوگیا | دیر مسجد ہوگئی کعبہ کلیسا ہوگیا
خاک اوڑائی کوبکو ہمنے تلاش یار مین | جامۂ ہستی ہمارے تن پہ میلا ہوگیا
دلمین جب آئی کدورت وہ صفائی پھر کہان | آئینے پر جب غبار آیا وہ اندھا ہوگیا
سختیان ایسی وہ ٹھائین ان بتونکے ہجر مین | رنج سہتے سہتے پتھر کا کلیجہ ہوگیا
آج پھر کیا ایک مدت سے یہی معمول ہے | فصل گل آئی ادھر بس مجھکو سودا ہوگیا
عشق جانان نے ہمارے دل مین جا کی اے قرار | غم کے رہنے کے لیے بارے ٹھکانا ہوگیا

غزل وحید

جلوۂ عارض نظر زیر نقاب آیا تو کیا | منہ پہ رکھکر چاند دامان سحاب آیا تو کیا
آپ تو وقت سحر کوٹھے پہ آتے ہی نہین | اوج گردون پر چمک کر آفتاب آیا تو کیا
دل سے ایسا ہی مجتنب وہ تو کیا اچھی تھی بات | خط مین لکھکر عاشق شیدا خطاب آیا تو کیا
اب بھی آجاتا تو ہو جاتی ہماری زندگی | بعد مرنے کے اگر خط کا جواب آیا تو کیا
اے وحید ایسا جوانی مین نہ جب آیا خیال | وقت پیری جانب راہ صواب آیا تو کیا

غزل تسلیم

دردمندونکی نہین تقدیر مین آب شباب | کوئی طفل اشک محروم ہی نہ پونچا تا بہ لب
پارسائی ہو چکی آؤ نکالین حسرتین | خاک مین ناحق ملاتے ہو جوانی اپنا شباب

لکسنی مین ملکی منہدی خون و لاتے ہین ہمین
دیکھیے کیا رنگ لاتا ہی ابہی اونکا شباب

دیکھتے ہین جب کسی نوخیز کی اٹکہیلیان
داغ دیجاتا ہی یاد آ کر ہمین اپنا شباب

کچہ سمجہکر جمع کی تہین دلمین اپنے حسرتین
کیا خبر تہی داغ دیجائیگا یون اپنا شباب

اب تمنا کی تمنا اے دل ناکام کیون
ہو گئی رخصت جوانی دیکہیا دہوکا شباب

مل گئے جب خاک مین ثابت ہوا سب خاک تہا
کیا بڑہاپا کیا لڑکپن کیا جوانی کیا شباب

وقت مشکل خود غرض تیرے نہین ہمدم کا ساتھ
آرزوئین رہ گئین دل مین گیا تنہا شباب

کیسے کیسے جوش کیا کیا راتدن اٹہتی ہین موج
دل مین کر دیتا ہی پیدا عالم دریا شباب

بیخودی حسرت تمنا ولولہ وحشت جنون
سو طرح کی آفتین اک جان پر لایا شباب

آج یہ عالم ہی کیا کیا ہوتی ہوگی مشق ناز
جن دنون تسلیم چرخ پیر کا ہوگا شباب

غزل احمد

خفا ہو کے کیون ہمسی جلتے ہو صاحب
ہوئی کیا خطا کچہ بتاتے ہو صاحب

نہین پاس غیرونکے بیٹہے تہے کل تم
خدا کی قسم آج کہاتے ہو صاحب

لپٹ جاؤ سینے سے اب ہاتہ کسنا
کیون ہنس ہنس کے مجکو رولاتے ہو صاحب

شب وصل ہی خوب ملجاؤ اب تو
حیا سے کیون گردن جہکاتے ہو صاحب

نہین ان مین احمد ذرا بوی الفت
حسینون سے کیون دل لگاتے ہو صاحب

غزل ولی

جو ہر وقت زلفین بناتے ہو صاحب
یہ آفت مرے سر پہ لاتے ہو صاحب

کبہی میرے گہر تم جو آتے ہو صاحب
تو غیرون کو کیون ساتہ لاتے ہو صاحب

جو مانگا رخ و زلف کا ہم نے بوسہ
بگڑتے ہو کیون منہ بناتے ہو صاحب

بہت دن کے بعد اب جو آنا ہوا ہے
تو یان سے کہان جانے پاتے ہو صاحب

رقیبون سے پردہ جو کرتے نہین ہو
یہ در پردہ مجکو جلاتے ہو صاحب

ادھایا ہے کیا قتل کا میرے بیڑا — جو خوش ہو کے یون پان کہاتے ہو صاحب
ولی اب کریگا وہ سب اعتنائی — جو عشق اپنا اوسکو جتاتے ہو صاحب

غزل صغیر

کیا ناک مین تنگ اب کہاتے ہو صاحب — رقیبون سے آنکھین لڑاتے ہو صاحب
ہمین حکم ہووے تو کاٹین گلے کو — عبث تیغ ابرو چڑھاتے ہو صاحب
نہین ہو جو عاشق تو کیون چپکے چپکے — غم و غصہ و رنج کہاتے ہو صاحب
لیا ایک بوسہ صغیر حزین نے — تو گالی ہزارون سناتے ہو صاحب

غزل وحید

یہ کیا نیند ہے کیسے سوتے ہو صاحب — مرا صبر و آرام کہوتے ہو صاحب
ملاقات کل تم سے کیا پھر نہوگی — یہ کیون آج پل پل کے روتے ہو صاحب
کسی دل گرفتہ سے کیا ہاتھ کھینچا — جو یون پاؤن پھیلائے سوتے ہو صاحب
چھپاتے ہو جو گل سا رخسار مجھسے — یہ کانٹے مرے حق مین بوتے ہو صاحب
وحید آج کسکا خیال آگیا ہے — جو ہر لحظہ چھپ چھپ کے روتے ہو صاحب

غزل عاشق

یارب نصیب ہوگا مجھے وصل یار کب — نکلے گی دل سے حسرت بوس و کنار کب
ناصح نہ کوے یار مین جانیکو منع کر — ہے اپنے دل پہ آہ مجھے اختیار کب
اے جان زار دل تو فدا اسپہ ہو چکا — اب تو بتا کہ یار پہ ہوگی نثار کب
وحشت مین ہمنے تجھ بنی پیرہن کے تار — کھیلا نہ ہمنے مرغ جنونکا شکار کب
عاشق زبانکو لطف خموشی سے کام ہے — غرہ ہو شعر پر یہ ہے اپنا شعار کب

غزل نسیم

جانتے ہین ہمسے شرماینگے آپ — عمر بھر اے جان ترسائینگے آپ

کب بھلا ہمکو یقین آتا ہے یہ — مہربانی آج فرمائینگے آپ
کوئی دم تسکین دل ہو جائیگی — میرے پہلو مین اگر آئینگے آپ
دیکھیے مین بھی کہونگا کچھ ضرور — پھر بشکل زلف بل کھائینگے آپ
کیا ارادہ ہے ذرا ہم بھی سنین — بندہ پرور کس طرف جائینگے آپ
کل کے سب اقرار پورے ہوگئے — آج بھی کوئی قسم کھائینگے آپ
خیر ہے بستر اوٹھایا کیون نسیم — اب یہان سے کسطرف جائینگے آپ

غزل ترنم

بوسہ دیتے نہین حسن پہ مغرور ہین آپ — بےمروت انھین باتون سے تو مشہور ہین آپ
روکے ہین جو کہا پاس مرے بیٹھ آکر — ہنسکے بولا وہ ستمگر کہ بہت دور ہین آپ
نہ محبت ہے نہ شفقت نہ ترحم نہ کرم — سخت ہو سنگ سے دل کیا کرین مجبور ہین آپ
گلے ملتے ہی کلیجہ ہوا ٹھنڈا میرا — سوزش دل کے لیے مرہم کافور ہین آپ
لب میگون کا جو بوسہ لیا گستاخی سے — ہم یہ سمجھے تھے کہ نشے مین بہت چور ہین آپ
دیکھکر رنگ مرا زرد وہ ہنسکر بولے — ہمکو معلوم یہ ہوتا ہے کہ رنجور ہین آپ
ہون سر روزن نہ تاک جو کہین ہم اے ترنم — نظر انداز ہو کیونکر کوئی مستور ہین آپ

غزل حیرت

یہ نہ معلوم تھا اسطرح کے عیار ہین آپ — ہمتو سمجھے تھے محبت کے سزاوار ہین آپ
ہم نے مانا کہ حسینون مین طرحدار ہین آپ — قدردانی نہین عاشق کی تو بیکار ہین آپ
اس طرح پڑتی ہے اب تو مرے پہلو پہ نظر — اس سے ثابت ہے کہ خواہان دل زار ہین آپ
مجھکو اظہار محبت کی ضرورت کیا ہے — جب مرے دل کی حقیقت سے خبردار ہین آپ
خود ہی دل سحر نگاہی سے تو بیہوش کیا — اور فرماتے ہین کس چشم کے بیمار ہین آپ
رنج و راحت کا تصور نہین اب ہو جو عطا — مین تو ہر حال مین مجبور ہون مختار ہین آپ

آئینے کوئی نہ چھیڑیگا نہ رو تو حیرت | ہنستے جانا کہ بڑے صاحبِ انکار ہیں آپ

غزل بیدار

چپ چپاتے جو کی باتیں تمنے دیکھا یار چپ | می بھی چپ مینا بھی چپ ساغر بھی چپ میخوار چپ
باغ میں دیکھا تجمل کچھ نہ تھا وقتِ خزان | گل بھی چپ بلبل بھی چپ بستان بھی چپ گلزار چپ
یار تو ہشیار ہو لذت نہیں دنیا کے بیچ | خلق چپ اخلاق چپ بازار چپ گفتار چپ
محتسب تو حال سحر دنیا کی ہے کیون بیخبر | وہ لگا کہنے کہ چپ سو بار چپ ہر بار چپ
مطرب و رقاص چپ ہم زیر و بم مزمار چپ | چنگ چپ مردنگ چپ قانون کے ہے تار چپ
جب وہ قاتل ہو گیا چپ اوسکو باعث کیا سبب | مین بھی چپ مفتی بھی چپ قاضی کا [illegible] چپ
چپ چپاتے جو کی باتیں اوس سے جا کر تو پوچھ | لب بھی چپ ہے اور لسان چپ ہے دہن بیدار چپ

غزل مونس

کوئی گھڑی نہ وصل کی آئی تمام رات | باتوں میں اوس پری نے گنوائی تمام رات
فرصت نہ اوسنے وصل کی پائی تمام رات | مہندی لگائی زلف بنائی تمام رات
اوس شوخ نے تو راہ دکھائی تمام رات | کیون بوئے زلف تو بھی نہ آئی تمام رات
قسمیں بھی دیں بلائیں بھی لیں منتیں بھی کیں | اوتری نہ آنکے منہ سے دولائی تمام رات
تھا خوف اونکو نیند میں سو نہ لے کوئی | گالون پہ رکھکے سوئے کلائی تمام رات
رخ کے جبین کے ہونٹونکے بوسے دیے ہمیں | اسنے زکوۃ حسن لٹائی تمام رات
تارونکے ٹوٹنے کی جو سیر اونکو بھا گئی | افشان لگا لگا کے چھڑائی تمام رات
پالا پڑا ہے مجھکو عجب بدمزاج سے | جھگڑے تمام دن ہیں لڑائی تمام رات

دل تلک بیہمت [illegible]
دیکھیے لطف شبِ ماہ وہ گل آیا ہے
جی کی جی ہی میں رہی وصل میں بھی حسرت دل | شور رہا آکے سر شام سے [illegible]

غزل صبا

رہتی ہے یاد ابروِ دلبر تمام رات
کٹتی ہے زندگی تہِ خنجر تمام رات

لوٹی بہار سنبلِ باغِ بہار کی
سونگھا کیا میں گیسوئے دلبر تمام رات

تم نے تو مضمون میں بسر کی سحر تلک
رویا کیا یہ عاشقِ مضطر تمام رات

لوٹا کیا میں خاک پہ بے یار تا سحر
خالی پڑا رہا مرا بستر تمام رات

سونے دیا نہ قامتِ جاناں کی یاد نے
محشر بپا رہا مرے سر پر تمام رات

سامان وصل میں ترا ہے پادشاہ حسن
تاروں سے بھی زیادہ اوٹھا ناز تمام رات

اے گردشِ فلک ترا خانہ خراب ہو
رہتے ہیں ہم عذاب میں فرقت سے تمام رات

اے رشکِ آفتاب تھے ہم انتظار میں
جھپکی نہ آنکھ صورتِ اختر تمام رات

اوٹھنے دیا نہ شام سے تا صبح وصل میں
چھوڑا نہ ہم نے دامنِ دلبر تمام رات

اللہ رے تیرگی شبِ فرقت کی اے صبا
چمکا کوئی فلک پہ نہ اختر تمام رات

غزل رند

کیا کہیے کاٹی ہجر میں کیونکر تمام رات
گذری جو کچھ گذر گئی ہم پر تمام رات

نیند آئی تم بغیر نہ دم بھر تمام رات
تارے گنا کیا ہوں میں لب پر تمام رات

دیکھا فلک پہ عقدِ ثریا جو شام کو
بھولا نہ تیرے کان کا گوہر تمام رات

شب کاٹتے ہیں ہم قلق و اضطراب میں
سوتے ہیں آپ چین سے کیونکر تمام رات

سویا جو یاد قد میں تمہارے تو خواب میں
دیکھا کیا میں سروِ صنوبر تمام رات

[illegible] جفا ... سام
[illegible]

سونا کہاں کا تیرے تصور میں اے پری
آتش کا شعر پڑھتا ہوں اکثر تمام [illegible]

مشتاق کل بھی وصل سے محروم رہ گیا
غائب رہا کہاں تو ستمگر تمام رات

شب باش آج تو مری گھر ہو کرم کرو — سویا نہیں ہون کل سی مین فرقِ ہجر تمام رات

ہو جاؤ آکے سینہ بسینہ کہان تلک — پھڑکا کرے مرا دل مضطر تمام رات

دل ڈھونڈھتا ہی تمکو مری خو بگڑ گئی — دو چار بار سوئے جاگا کرے تمام رات

مانو یہ عرض رند رہو آج اوسکے پاس — پھر خدا او پھر پیمبر تمام رات

غزل عاشق

آیا نہ وعدہ کرکے وہ دلبر تمام رات — آنکھین لگی رہین طرف در تمام رات

کس جا رہا تو اے مہ انور تمام رات — ڈھونڈھا کیا تجھے دل مضطر تمام رات

سوتا نہین فراق مین ہم بستر تمام رات — گنتا ہون تارے اے مہ انور تمام رات

غیرون مین خوش ہا وہ ستمگر تمام رات — گذری جو کچھ گذر گئی ہمپر تمام رات

لپٹے کبھی وہ اور کبھی بوسہ عطا کیا — کیا کیا رہین عنایتین ہمپر تمام رات

حسرت یہی رہی کہ اک شب وصال — سونگھا کرون مین زلف معنبر تمام رات

اللہ ری بوے کاکل عنبرفشان یار — سارا مکان رہا ہے معطر تمام رات

نالان کبھی ہون اور کبھی گریان فراق مین — اوقات یون گذرتی ہے دن بھر تمام رات

عاشق یہ آرزو ہی رہی اچھا تھا کہین — سوئے کبھی اُس سے لپٹکر تمام رات

غزل رند

گھر میرے آئیگا وہ لالہ عذار آجکی رات — چمن حسن کی لوٹونگا بہار آجکی رات

پھر نہ رہجائے دلا کوئی تمنا باقی — صبح تک یار سے ہو بوس و کنار آجکی رات

مہربانی ہے مری حال پہ سب [illegible] — پھر [illegible] نہ بجز [illegible] کیا باعث

…ین سیری ہی ہرگز — نامہ بر تجھسے وہ ناراض ہوا کیا باعث

پیرہن چاک کرون تہا یہ تقاضا جنون — تا گریبان نہ بڑھا ہاتھ مرا کیا باعث

دلدہی کی مجھے امید تھی تجھ سے اے شوخ — تو نے آزردہ مرے دل کو کیا کیا باعث

راہ تکتا ہون بہت دیر سے اور مضطر ہون — بوے گل لائی نہ ابتک جو صبا کیا باعث

لپٹ کے وصل میں تا جاون کا یاد آیا
نہ آئی نیند شب ہجر بسکہ کسی کروٹ

ہمارے ساتھ کسی شب وہ بے کہے سوتا
کبھی زمانے نے ایسی کوئی نہ لی کروٹ

پسوئے کشتۂ تیغ تغافل قاتل
کسی نے پھر تہ حشر تک نہ لی کروٹ

الگ جو ہمسے وہ اک رات سوکے تو تا صبح
پڑا نہ چین کسی پہلو اور کسی کروٹ

وہ خفتہ بخت ہون سویا جو ساتھ بھی وہ یار
تو مثل طالع برگشتہ پھیر لی کروٹ

کہا جو وصل مین سو رہ لپٹ کے پیٹھ نہ پھیر
تو ضد سے بولا کہ ہم سو رہینگے اسی کروٹ

لپٹ کے سینے پہ منھ رکھکے سورہے ضد دیکھو
تمام رات نہ مجھکو بدلنے دی کروٹ

سوال وصل پہ کس ناز سے جتا کے حجاب
مری طرف سے خفا ہوکے پھیر لی کروٹ

لپٹ کے سوتے تھے اوس گل کے ساتھ جس پہلو
لحد مین بھی ہمین چین آئیگا اوسی کروٹ

ابھی کمال ہی الھڑ ہے وہ بہت کمسن
لپٹ کے سونے کی عادت ہے ایک ہی کروٹ

یہ آرزو ہے قلق گر نصیب ہو شب وصل
لپٹ کے سوئیے تا صبح ایک ہی کروٹ

غزل شائق

مجھسے رنجیدہ ہے وہ ماہ لقا کیا باعث
جھڑکیان دیتا ہے بے جرم و خطا کیا باعث

کام مین سنے نہ کیا کوئی خلاف مرضی
مجھے جھلائے ہوا مجھسے خفا کیا باعث

عمر گذری نہ کیا تو نے تکلف اے یار
آج کرتا ہے جو تو مجھسے حیا کیا باعث

وہ تو کہتا ہے کہین گھر سے نہین مین جاتا
پھر جو شب گھر مین وہ اپنے نہ ملا کیا باعث

دل سے ابتک تو مری جوش جنون کم نہ ہوا
پانون سے ہو گئی زنجیر جدا کیا باعث

ہے شوق وصل نہین تو عادت نہین تیری ہرگز
نامہ بر تجھسے وہ ناراض ہوا کیا باعث

پیرہن چاک کرون تھا یہ تقاضا جنون
تا گریبان نہ بڑھا ہاتھ مرا کیا باعث

دلدہی کی مجھے امید تھی تجھ سے اے شوخ
تو نے آزردہ مرے دل کو کیا کیا باعث

راہ تکتا ہون بہت دیر سے اور مضطر ہون
بوئے گل لائی نہ ابتک جو صبا کیا باعث

مین نے اقرار تو پورا کیا ہی صورت سے
تو نے وعدہ نکیا اپنا وفا کیا باعث

جان اور دل سے فدا تمپہ ہی شائق اپیر
اسقدر کرتے ہو تم جور و جفا کیا باعث

غزل افسون

اس درجہ بڑھگیا ہی ترا مجھ سے پیار آج
جی چاہتا ہے جان بھی کر دون نثار آج

لینے نہ دیگا چین یہ سیماب وار آج
کیا کیا تڑپ رہا ہے دل بیقرار آج

کل کی طرح نہ شب کو ہون وعدہ خلافیان
تا صبح ہم کرین گے ترا انتظار آج

جاتے ہین فقرے دیکے وہ ہر شب کسیکے گھر
رخصت نہ دیگا مجھسے کہین وہ ہزار آج

ٹکڑے اوڑاون کیون نہ گریبان کی ہجر مین
چھوٹا ہی مجھسے دامن صبر و قرار آج

بے اذن چھولیا تری زلفونکو کی خطا
امیدوار عفو ہے تقصیروار آج

تسکین ہو جس سے فرقت گیسو مین گھر کر
لاؤن کہان سے نافۂ مشک تتار آج

کیونکر تمھارے وعدۂ فردا کو مان لون
دل چاہتا ہی وصل کو بے اختیار آج

ہونگا زمین شعر سے افسون خراج مین
تسلیم نظم پڑھتے ہے مرا اختیار آج

غزل داغ

شوخی سے ٹھہرتی نہین قاتل کی نظر آج
یہ برق بلا دیکھیے گرتی ہے کدہر آج

وہ جاتے ہین آتی ہی قیامت کی سحر آج
روتا ہی گلے ملکے دعاؤن سے اثر آج

موسی نے نہ دیکھا تھا سر طور وہ جلوہ
دیکھا ہے جو کچھ ہمنے پس روزن در آج

روکا ہی کیا رشک بٹھاتا ہی رہا ضعف
بیتابی دل لے ہی گئی غیر کے گھر آج

جس دوست کو دیکھا مجھے دشمن نظر آیا
جبتک مری نظرون مین رہی تیری نظر آج

اندیشۂ فردا نہ رہے حضرت زاہد
میخانے مین پی لیجیے تھوڑی سی اگر آج

لالچ بھی ہی قاصد کو مرے خوف و خطر بھی
سو مرتبہ خط باندھ کے کھولی ہی کمر آج

بسمل ہی کیا اسکو جسے خواب مین دیکھا
شوخی مین بھی لڑتی رہی قاتل کی نظر آج

وعدے پہ مرے اونکے قیامت کی ہو تکرار
اور بات ہے اتنی کہ ادہر کل ہے ادہر آج

یہ شوق یہ ارمان یہ حسرت یہ تمنا
کیا ہو مرے قابو میں تم آجاؤ اگر آج

ہے کل سے تلاش اونکو مری قتل پہ ای داغ
نکلے وہ عزادار بنے غیر کے گہر آج

غزل شیرین

دل وحشی تہا تری زلف پریشان کے بیچ
ڈہونڈہتا پہرتا تہا میں کوہ و بیابان کے بیچ

شاد کیون جنبش ابرو سے نہو جان حزین
تیغ عریان ہے مرے کام میں اس آن کے بیچ

رخ انور کا ترے دہیان نہیں ہے دل میں
شکل یوسف نظر آجاتی ہے کنعان کے بیچ

جلوۂ حسن ترا دیکہ کے اے ماہ منیر
جان آجاتی ہے میرے تن بیجان کے بیچ

خال مشکین نہیں مصحف رخسار ونکے
قدرتی نقطے نظر آتے ہیں قرآن کے بیچ

سرخی پای حنائی لہو رلواتی ہے
ہاتہ مل مل کے میں رہجاتا ہوں ارمان کے بیچ

غیر کے ہاتہ کا بیڑا نہیں کہاتا ہے کہیں
ہمکو شک ہے کہ نہ دیدے کوئی کچہ پان کے بیچ

چشم بد دور عجب حسن ہے ماشاء اللہ
قدرت حق نظر آتی ہے تری شان کے بیچ

کہیں فرہاد نے تیشہ نہو سر پہ مارا
آئی پُر درد صدا شیرین کی جو کان کے بیچ

غزل طپش

نالہ جو تا فلک مرا پہونچا کسی طرح
ٹہریگا پہر نہ عرش معلی کسی طرح

اوس خود غرض نے نامہ نہ بہیجا کسی طرح
مٹتا نہیں نصیب کا لکہا کسی طرح

پہر وصال ہاتہ بہی جوڑی بلائیں لین
منزل بہی رکہا قدم پہ نہ مانا کسی طرح

ایسے شب وصال میں مجہسے خفا ہوئے
سرکا نہ اُنکے منہ سے دوپٹا کسی طرح

اپنی طرح جو سمجہے ہیں مجہکو وہ بیوفا
کرتے نہیں یقین مرا مرنا کسی طرح

بوسہ لیا جو زلف کا تڑپکے یوں کہا
جاتا نہیں ہے آپ کا سودا کسی طرح

شیر خدا کے روضۂ اقدس پہ طپش چلے
دنیا کو چہوڑ اے سگ دنیا کسی طرح

غزل

غم سے گھلتی ہے اپنے تن بیمار میں روح
بند الفت میں دل زار ہے آزار میں روح

طلب عشق میں تن ہے طلب یار میں روح
کیا عجب تن سے جدا ہو اسی تکرار میں روح

ہے کبھی آنکھ میں اور آنکھ کے باہر ہے کبھی
بن گئی شکل نظر حسرت دیدار میں روح

خواب میں ڈھونڈھتی پھرتی ہے اسی یوسف کو
گھر سے راتوں کو نکل جاتی ہے بازار میں روح

نالۂ درد سے بلبل کو بھلا کیا سروکار
کسی عاشق کی یہ چلاتی ہے گلزار میں روح

آج کی رات تو آ بیٹھ سحر یاں ہے سفر
کر چکی قفل مکان دیدۂ بیدار میں روح

آہ وحشت سے نہیں مجھکو پس مرگ بھی چین
ہے مشغلی کبھی صحرا کبھی کہسار میں روح

جان ہوئی تن سے جدا دل سے نہ الفت چھوٹی
گور میں جسم ہے اور کوچۂ دلدار میں روح

غزل غافل

یاد آتے ہیں یہ کسکے پھول سے رخسار سرخ
روتے روتے ہوگئی جو چشم دریا بار سرخ

خندۂ لعل لب معشوق کا ہوں میں شہید
کیا عجب بنیں جو کپڑے میرے ماتمدار سرخ

باغ عالم کیوں نہووے چشم بلبل میں سیاہ
توڑے گلچیں نے وہی گل جس سے تھا گلزار سرخ

پا برہنہ کون گذرا ہے یہ دشت نجد میں
ہے رگ گل کی طرح ہر ایک نوک خار سرخ

پیستا ہے وہ دل عشاق سے ہر گام پر
کیوں نہو سطح زمیں اوسکے دم رفتار سرخ

اوس دہان سرخ کے آگے نہ ہرگز سبز ہو
دیکھنے کو گرچہ ہے یہ غنچۂ گلنار سرخ

کیا دکھاتی ہیں بہاریں اپنی اپنی حسن و عشق
زرد ہے چہرہ ہمارا اور روئے یار سرخ

اوس سے بہتر ہے جو خون عاشقاں سے لعل ہو
لطف کیا گر رنگ سے بہتر ہوئی تلوار سرخ

کوئی روتا بھی ہے ایسے **غافل** تو رونے کی طرح
اشک خوں سے ہے تر دامن کا تو ہر تار سرخ

غزل داغ

ہمدرد کونسا ہے ہر اس آشنا کے بعد
ہم جی کے کیا کرینگے دل مبتلا کے بعد

اخر شب کے واسطے کیا شغل چاہیے
پوچھیگا آپ کیا ستم ناروا کے بعد

حسرت سے تک رہا ہون جو تمکو سبب یہ ہی
خاک اوڑتی دیکھتا ہون اپنی فنا کے بعد

بہا گون علاج درد محبت کے کیون نہین
دینگے طبیب زہر یقین ہے دوا کے بعد

دیتے تھے داغ لطف و عنایت سے پیشتر
دل مانگتے ہین کینہ و جور و جفا کے بعد

بہولے ہم اونکو پہلے ہی ناراض کر دیا
چوکے ہم اوسنے کرتے تھے شکوہ دعا کے بعد

کہتے ہین وہ شکایت بیداد ظلم پر
عاشق وہ ہی جو چاہے کسیکو جفا کے بعد

آرام کے لیئے ہی تمہین آرزوی مرگ
ای داغ اور جو چین نہ آیا فنا کے بعد

غزل غافل

آکے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد
نہ رہی دشت مین خالی مری جا میرے بعد

گرم بازاری الفت ہی مجہی سے ورنہ
کوئی لینے کو نہین نام وفا میرے بعد

ابتو ہنس ہنس کے لگاتا ہی وہ منہدی لیکن
خون رلاویگا اوسے رنگ حنا میرے بعد

مین تو گلزار سے دلتنگ چلا غنچہ روش
مجہکو پہر کیا جو کوئی پہول کھلا میرے بعد

سنکے مرنے کی خبر یار مرے گھر آیا
یعنی مقبول ہوئی میری دعا میرے بعد

ذبح کرکے مجہے نادم یہ ہوا وہ قاتل
ہاتھ مین پہر کبھی خنجر نہ لیا میرے بعد

قتل تو کرتے ہو پر خوب ہی پچہتاؤگے
مجہسا ملنے کا نہین اہل وفا میرے بعد

گر پڑے آنکھ سے اوسکی ہی یکایک آنسو
ذکر محفل مین جو کچھ میرا ہوا میرے بعد

تہ شمشیر یہی سوچ ہی مقتل مین مجھے
دیکھیے اب کسکو لاتی ہی قضا میرے بعد

وہ ہوا خواہ چمن ہون کہ چمن مین ہر صبح
پہلے مین جاتا ہون اور باد صبا میرے بعد

منہ پہ رکھ دامن گل روئینگے مرغان چمن
ہر روش خاک اوڑائیگی صبا میرے بعد

اسلیئے کرتا ہون مین چاک کفن کو اپنے
کون کھولیگا ترے بند قبا میرے بعد

جیتے جی قدر بشر کی نہین ہوتی پیارے
یاد آویگی تجھے میری وفا میرے بعد

دل پہ اک سانپ سا لہراتا ہے مرقد میں صنم
کون سونگھیگا تری زلف دوتا میرے بعد

شرط یاری یہی ہوتی ہے کہ تو نے غافل
بھول کر بھی نہ مجھے یاد کیا میرے بعد

غزل آتش

قبر پہ یار نے قرآن پڑھا میرے بعد
شرط الفت کی ملی مجھکو جزا میرے بعد

ہو گیا سلسلۂ مہر و محبت میں یتیم
نازنیں بھول گئی ناز و ادا میرے بعد

دوستداری کا گنہگار ہوں میں دشمن جان
مغفرت کی مرے مانگیگا دعا میرے بعد

قفس تن سے چھٹا میں تو چمن سے لاکر
بوئی گل کس کو سونگھاویگی صبا میرے بعد

میں نہ ہونگا تو نہ ہوگا یہ فسانہ الفت
کوئی کہنے کا نہیں شرط وفا میرے بعد

گور تک ساتھ رہے پڑھکے جنازے کی نماز
قرض جو تھا سو کیا تمنے ادا میرے بعد

قبر پہ فاتحہ کو آیا وہ شوخ اے آتش
نیک توفیق دے اوس بت کو خدا میرے بعد

غزل رشک

کچھ فقط غم ہی نہ دنیا سے گیا میرے بعد
عشقبازی کا بھی چرچا نہ رہا میرے بعد

اپنے مرنے کا اگر رنج مجھے ہے تو یہ ہے
کون اوٹھائیگا ترے جور و جفا میرے بعد

کون یوں شانے سے ہر وقت کریگا سیدھا
خوب الجھائیگی وہ زلف دوتا میرے بعد

تجھکو مر جائیگا اپنے ہی غم ہجر اے یار
کون دیکھیگا ترے ناز و ادا میرے بعد

یاد رکھیے گا مجھی تک ہیں یہ سارے نخرے
بھول جاؤگے یہ سب ناز و ادا میرے بعد

مسی و پان کو میرے سوگ میں گر دیکر
رنگ لائیگی نہ ہاتھوں میں حنا میرے بعد

ن بند ہوائیگا لیے ہاتھوں میں کمر
کون کھولیگا ترے بند قبا میرے بعد

حوصلہ عشق و محبت کا کریگا نہ کوئی
ستم و جور کا دیکھو گے مزا میرے بعد

کون سلجھائیگا یوں میری طرح اک اک بال
سب الجھیگی تری زلف دوتا میرے بعد

بھولے بیٹھے ہیں عبث حسن دو روزہ پہ حضور
یاد آئیگی بہت میری وفا میرے بعد

رند کی ہی یہ وصیت اسی سب سن لیجیو — پاس تربت مین رہے خاک شفا میرے بعد

غزل وزیر

وصل مین بی نظارۂ معشوقانہ دکھلاتی ہی نیند — آج کن اٹکھیلیون سے آنکھونمین آتی ہی نیند

نیند کو بھی نیند آجاتی ہے ہجر یار مین — چھوڑ کر بیخواب مجھکو آپ سو جاتی ہے نیند

فرقت دلدار مین جو رات بھر آتی نہ تھی — وصل مین آتے ہوے آنکھون مین شرماتی ہی نیند

منتظر رکھتی ہی غمزے کرتی ہی آتی نہین — او بت ترسا تری فرقت مین ترساتی ہی نیند

ہجر مین سونیکی ایسی ہی تمنا اے وزیر — دیکھتا ہون واسکو حسرت سے جو آتی ہی نیند

غزل امیر

ہجر کی شب ایک لمحے کو نہین آتی ہی نیند — اب پلک سو تری تا صبح اوڑ جاتی ہی نیند

درد دل کہتا ہون مین سب رات کو کہتے ہین وہ — ختم کیجیے یہ کہانی اب ہمین آتی ہی نیند

تیرے جگنو کا اگر آنکھون کو بندھتا ہی خیال — کرمک شبتاب بنکر صاف اوڑ جاتی ہی نیند

آیت وصل کو تو کرم فرما اگر ہی حجب مین — اے اجل دیکھون تجھے پھر کیونکہ نہین آتی ہی نیند

لیٹتا ہون روز گیسو کے مین مشتاق جمال — آج دیکھون سیر کیا کیا مجھکو دکھلاتی ہی نیند

مین تو کیا مخمل مین اوسکی جا کے سو جاتی ہین پاؤن — نرم بستر پا کے کیسے پاؤن پھیلاتی ہی نیند

ہجر جانان مین جو سو غمزون سے آتی ہی امیر — خفتگان خاک کی صورت سلا جاتی ہی نیند

غزل عیش

ہجر کی شب تا سحر مجھکو نہین آتی ہی نیند — شام سے لڑکون کی صورت آپ سو جاتی ہی نیند

وصل کی شب آنکھین مل مل کر یہ فرماتے ہین وہ — تو چھپر کھٹ پر چلو اٹھو ہمین آتی ہی نیند

پھر نہین آتا اونہین آرام بے آرام کے — اوڑ کے سونیکی جہان تکلیف فرماتی ہی نیند

وصل کی شب اسی کس منت سے کہتا ہی وہ شوخ — اب چھیڑو ہمکو سونے دو ہمین آتی ہی نیند

جب بیان کرتا ہون مین افسانہ درد ہجر کا — رکھ کے سر زانو پہ سو جاتے ہین آ جاتی ہی نیند

وصل کی شب کسی کسی ناز سے کہتا ہے یار — لو چلو پردے میں چلکر سو رہیں آتی ہے نیند
تا سحر خواب پریشان مجھکو آتے ہیں نظر — یاد زلف یار میں جس رات آجاتی ہے نیند
نیند کا متوالا رہتا ہے وہ مست جام حسن — قاعدہ ہے نوجوانی میں بہت آتی ہے نیند
میں جو کہتا ہوں کہ میں بیدار ہوں تم بھی سو — ہنسکے کہتا ہے تمہاری تو اوچٹ جاتی ہے نیند
قطعہ
کون کہتا ہے تمہیں سونیکو جاگو رات بھر — ہم تو سوئینگے ہمیں تو شام سے آتی ہے نیند
عیش دنیا میں نہیں خالی اثر سے کوئی چیز — جو تنعم ہے دوا بے شبہ وہ لاتی ہے نیند

غزل تسلیم

دو دن جہاں میں کرلے بہت بدگمان گھمنڈ — آخر کہاں شباب و جوانی کہاں گھمنڈ
نکلے جھمک جھمک کے مہ و مہر مٹ گئے — اپنے کا بھی نہ دیکھ سکا آسمان گھمنڈ
سنتی نہیں ٹھہر کے مری ایک بات بھی — اللہ رے اسقدر ہے تجھے عمر دان گھمنڈ
وعدہ خلافی یار نے آخر کیا ذلیل — کیا کیا اثر یہ تجھے تمہیں آ وہ فغان گھمنڈ
مانند خامہ صفحۂ ہستی پہ جھک کے چل — تسلیم کچھ نہیں جو کرے نکتہ دان گھمنڈ

غزل عالم

خط نہیں یار نے تسخیر کا لکھا تعویذ — باثر کوئی بھی ایسا نہیں دیکھا تعویذ
نامہ پڑھتے ہی مرض دفع ہوا جان آئی — قاصد اکونسے عامل سے تو لایا تعویذ
دل بھی قابو میں ہوا فرق ہے وحشت میں بھی — خط کے بدلے مجھے کیا یار نے لکھا تعویذ
روز افزون مرض عشق ہے یہ حسرت ہے — درد الفت کا کبھی میں نے نہ ڈھونڈا تعویذ
وای تقدیر کہ دو شب فرقت ہے قوی — کسی عامل نے نہ اس درد کا لکھا تعویذ
جای تسکین گیا اور مری دل بیقرار — نامۂ یار نے مجھے ہو کیا اولٹا تعویذ
اور بیچین ہوا اولٹی یہ تاثیر ہوئی — دل پہ جب واسطے تسکین کے رکھا تعویذ
ہمکو پروا ہی نہیں جانکی اصلا عالم — نجدا پاس حفاظت کا نہ رکھا تعویذ

غزل پادشاہ

بلبل شیدائی پوچھا گل سے یون رو رو بہار — ای گل رعنا ترے دامن سے کیون لپٹے ہین خار
گل نے کر چاک گریبان یون کہا رو رو کے زار — چشم گل کو نوک مژگان کی جگہ ہے نوک خار
مطرب و مینا و ساقی نغمہ و چنگ و رباب — سب مہیا ہین ولے تیرا فقط ہے انتظار
جو گل رخسار جانان کی نہ آئی انکو تاب — جیب رہے غنچہ و گل غیرت سے ہو کر شرمسار
کیا نزاکت سے گران سر ہے چشم یار کو — بار کاجل سے کہ کیونکر نہ لپکے بار بار
تیرے مقدم کے لیے ای سیمبر گلزار مین — گل گریبان چاک کر آیا نکل بے اختیار
تیغ ابرو دیکھ کر آئی ندا ای پادشاہ — لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار

غزل انشا

جا سکتے نہ تہے جسکے چھپر کھٹ کے برابر — شب اوسنے سلایا ہمین کروٹ کے برابر
اس ململی پوشاک پہ مسکی ہوئی چولی — ہے بگڑی ادا لاکہ بناوٹ کے برابر
اس موسم برسات مین کیونکر نہ ہین ہم — آنکھین ہی برستی ہین جھاوٹ کے برابر
وہ پردہ اوٹھا گھر سے جو باہر نکل آیا — غش کھا کے گرا ہٹ سے وہ چوکھٹ کے برابر
کب اوسکو اثر کرتی ہین انشا کی دعائین — تعویذ لٹکتا ہے پڑا لٹ کے برابر

غزل گویا

کھول دی ہے زلف کس نے پھول سے رخسار پر — چھا گئی کالی گھٹا سی آن کر گلزار پر
کیا ہی افشان ہے جبین و ابروی خمدار پر — ہے چراغان آج کعبے کے در و دیوار پر
نقش پا سے پنجشانہ قبر پر روشن کرو — مر گیا ہون مین تمہاری گرمی رفتار پر
چشم بد دور آج ہے یہ کون گلرو جھانکتا — چشم نرگس کا ہے عالم روزن دیوار پر
ابرو و مژگان سے اوسکی رکھین دل کیونکر بچا — اب تو نوبت آ گئی ہے تیر اور تلوار پر
رابطہ گر غیر سے ہو یار کو چاہون نہ مین — مین وہ بلبل ہون کہ مرتا ہون گل بیخار پر

ضعف کوئی یار تک لیکے پہنچو نہ میرے استخوان
مدتون آکر ہما بیٹھا رہا دیوار پر

خط اوسی واسطے لکھے ہیں نے کروان بہر جواب
بیٹھے رہتے ہیں کبوتر سکڑون دیوار پر

کفش پا سے گل کہا کر منہ بیکے یون کہنے لگا
سیر کو کیون جاؤن گلشن ہے مری پیزار پر

یار کو معلوم ہوتا ہے جب میں سویا نہیں
خط لکھون گویا بیاضِ دیدۂ بیدار پر

غزل زیبا

تیغ رکھدی ہے جو قاتل نے جو عریان سر پر
جوہرون سے کے ہوئے پیدا چمنستان سر پر

ای جنون ناسے کے گردون دشت تہ و بالا ہو
زیر پا ہی ابھی آجائے بیابان سر پر

جا کے دل بھول گیا راہ نہ پائی پھر کر
کوچۂ زلف ہی یا بھول بھلیان سر پر

ہو گر شمع سر گور غریبان تو نہ ہو
ہے ہر اک رات ستارون سے چراغان سر پر

ہم تری پاؤن پہ سر رکھنے نہ پائین ای سرو
دے جگہ قمریون کو سروِ گلستان سر پر

بال بال اپنا گرفتار بلا رہتا ہے
روز لاتی ہی بلا زلفِ پریشان سر پر

قد ترا صاف ہی سانچے میں ڈھلا شمع صفت
شعلۂ رخسار و جوان کاکل پیچان سر پر

آ چکے وقت خزان چھوڑ دو آئی ہے بہار
لے سے صیاد قسم رکھدے گلستان سر پر

یاد ابرو میں ہوا سر بگریبان جو زیبا
آگیا کھینچ کے تلوار گریبان سر پر

غزل تراب

کیا ہے کسکو نشانہ ہمنے خدنگ مژگان کو سر سے سا کر
چڑھائی کس پر کمان ابرو کمان چلی ہو جو بین چڑھا کر

نہ جاگ پیارے تو مجھ سی زائد کہ درد آنکھو نہیں ہے کم کا [illegible]
لگائی تو نے بھی آنکھ شاید کسی پر ایسے کہیں جگا کر

جو گل وہ آئے یہان لجائے تمام شکل حیا بنائے
چھپا کسی سے نہ پھر چھپائی کہ لیگئے دل وہ منہ چھپا کر

نہین مین طالب ہون سیم و زر کا گدا ہون محتاج [illegible]
مین خاص بندہ ہون پیر در کا کبھی تو حاجت مری روا کر

رقیب کیونکر نہو مضطر [illegible] ہین سو داغ اوسکو دیکر
کہ اپنے ہاتھون سے وہ ہے اکثر وہ دستہ گل مجھی بنا کر

نہ پوچھو خوبا / وہ صبح لب کی ہنسی کچھ اوسکے [illegible]
چمکتی بجلی ہو جیسے شب کی گری تکلم جو مسکرا کر

مین تنگ آیا ہون غم سے اب تو دو رہت رکھے قدم ہو
جھکا دو ساقی کرم ہو اب تو اک پیالہ مجھے پلا کر

صبا وہ غنچہ دہن کی بولا وہ پاس سے آیا ہی پان بہولا
کلی کھلی سے ہے نہ غنچہ پھولا ہنسا ہی شاید وہ کھل کھلا کر

بخون طپان تھا جو ایک بسمل کہ جو تھا اُس تیغ شوخ قاتل
ہوا شہید و نہین تو بھی داخل کہین بدن مین مجھے لگا کر

طبیعت اُسکی نہ بدلی ہیہات گھمنڈ ہی مین رہا وہ دن رات
گیا وہ موسم رہی نہ برسات موا پپیہا پیا پیا کر

تراب اوس سے نہ اُٹھیگا مگر یہ کہ پھر نہ آنکھ سے سر گھمائے
کہیگا شوخی سے وہ ستمگر مین کیا ہون تیرا غلام مرجا

غزل زخمی

خوش بیٹھے ہو کیسے صاحب ہمارا زخمی نہین دل ہنسا کر
پریشان رہتا ہو نہین دیوانہ کٹتی ہے دن پیچ و تاب کہا کر

نہین ہے دم بھر جدائی تیری مجھے گوارا خدا گواہ ہے
تڑپ رہا ہیگا دل ہمارا اب آؤ پہلو مین مسکرا کر

نصیب چمکا ہے بعد مدت وہ مہربان اب تو ہین شاید
لپٹکے سو وینگے خوب شب بھر ہم آج اونکو گلے لگا کر

تمنا کیسے یہی تھی دل مین کہ سیر دیکھینگے ہم چمن مین
کمال اب دلکو بیکلی ہے سُنی خزا انکی خبر جو آکر

قسم ہے زخمی کو سر کی تمکو بچان لینا کسیکی دیکھو
خدا کو مانو نہ خون کرنا کسی کا صاحب حنا لگا کر

غزل داغ

کہا نہ کچھ عرض مدعا پر وہ لے رہے دل کو مسکرا کر
سُنا کیے حال چپکے چپکے نظر اوٹھائی نہ سر جھکا کر

نہ طور دیکھے نہ رنگ برق غضب مین آیا ہون دل لگا کر
وگرنہ دیتا ہے دل زمانہ یہ آزما کر وہ آزما کر

طبیب کہتے ہین کچھ دوا کر حبیب کہتے ہین بس دعا کر
رقیب کہتے ہین التجا کر غضب مین آیا ہون دل لگا کر

تری محبت نے مار ڈالا ہزار ایذا سے مجھکو ظالم
رولا رولا کر گھلا گھلا کر جلا جلا کر مٹا مٹا کر

تمہین تو ہو جو کہ خواب مین ہو تمہین تو ہو جو خیال مین ہو
کہان چلے آنکھ مین سما کر کدھر کو جاتے ہو دل مین آکر

نہ ہر بشر کا جمال ایسا نہ ہر فرشتے کا حال ایسا
کچھ اور سے اور ہو گیا تو مری نظر مین سما سما کر

خدا کا ملنا بہت ہے آسان بتون کا ملنا ہے سخت مشکل
یقین نہین گر کسیکو ہمدم تو کوئی لاوے اوسے ملا کر

تمام ہو خاک اپنا مطلب کہ یار ہے قہر شوق شیدا ہے
لکھا ہے اک حرف آرزو اب سے وہ بھی کیا کیا مٹا مٹا کر

وہ بدگمان نکتہ چین ہے شیدا ہے کہین نہ قاصد ہو قتل یارب
اگرچہ لکھا ہی حرف مطلب ہزار پہلو بچا بچا کر

خدنگ دلدوز سے خدایا بچا نہ پہلو بہت بچایا
اگر جگر سے میں کھینچ لایا تو دل میں بیٹھا یہ گھر بنا کر

ملا نہ ایسا تو کوئی ہمدم جو دل لگا ہو پاسبان شب غم
وہ بخت خفتہ نہیں کہ اکدم ہم آپ سوئیں جسے جگا کر

جناب سلطان عشق وہ ہیں کہ جو ادائی چراغ اک اشارہ
فرشتے حاضر ہوں دست بستہ ادب سے گردن جھکا جھکا کر

غزل خلیل

جبین پہ غصہ سے پڑ گئی چین پھر لیں آنکھیں بھی تیوری چڑھا کر
دہن کا بوسہ جو اوسنے مانگا بگڑ گئی صاف منہ بنا کر

بسر کی عصیاں میں عمر ساری ہیں توبہ دور پردہ دل لگا کر
الٰہی توبہ الٰہی توبہ گنہ کیے ہیں چھپا چھپا کر

کسی طرح ستمگر کی صفائی خجل ہوئی آئینہ دکھا کر
ملائی مٹی میں سادہ روئی کدورتوں کو بڑھا بڑھا کر

نہ کر تصور بتوں کا دل میں محل توبہ سے کچھ حیا کر
خلیل کعبہ میں بت پرستی خدا خدا کر خدا خدا کر

الٹتی ہیں پاؤں لنسے یہ ہر دم اوجھتی ہو ہر قدم پہ جناب
اسیر زنجیر خود ہوئے ہو تم اپنی زلفیں بڑھا بڑھا کر

ہوئی ہے مدت میں وصل کی شب حشر تک سحر نہ یا رب
کرو نمیں آمین جھکا کے سر کو خدا سے تو اے صنم دعا کر

کیا نہ راز محبت افشا ہزار صدمے اوٹھائے میں نے
ضمیر نہاں کی طرح رکھا ہے دل میں اسکو چھپا چھپا کر

حجاب بیجا ہے وصل کی شب نقاب اولٹیے شراب پیجے
ہماری شمشیر کچھ اپنی کہیے لیٹیے اب منہ سے منہ ملا کر

ستم دن جلد ہو الٰہی قمر کی رفتار مہر کو دے
وہ شمع رو آج شب کو ہوگا چراغ محفل کا سیر آکر

کبھی جو اوس بت کو وصل کی کیا ہی اچھا ہی بادہ اری
کہا کہ بس بس بہت اتنا خدا کا ڈر بندۂ خدا اکر

کہا ہے لو کیا ہماری ہنسی میں بھی یار شعلہ رو نے
ہنسایا بجلی کی طرح مجھ کو جلا جلا کر جلا جلا کر

جو شب کو آئے ہو میکشی کو حیا کو رخصت ہو کچھ دنوں تک
سرور ہمکو تو کچھ بھی ہووے شراب تمکو پلا پلا کر

عجب طرح کا ہے خواب شیریں کہ نام رکھا ہے مرگ جسکا
کبھی نہ چونکا لحد میں کوئی جگایا شانہ ہلا ہلا کر

چمک ہے دانتوں کی اوس پری کی مثال برق تجلی طور
چراغ خجلت سے گل ہوا جب دکھائی بتیسی مسکرا کر

بتان ہندوستان میں تو نے بہت سی کی بت پرستی
خلیل کعبہ میں چل کے یا لنسے بس اب تجھے دن خدا کا

غزل گویا

دعائیں مانگی ہیں مدتوں تک جھکا کے سر ہاتھ اوٹھا اوٹھا
ہوا ہوں تب میں بتوں کا بندہ خدا خدا کر خدا خدا کر

مجھے تو دشمنی ملا لیا ہے کہ اک جہان سے چھڑا دیا ہے — کسی نے دیکھا کہیں سنا ہے کسی کو مارے کوئی ملا کر
میں دام گیسو سے تجھ پر شاہ مرا تو ہرگز نہ رخ ادھر تھا — یہ دل کی پھندے سے کیا خبر تھا تجھے پھنسا یا ہے اور میں لا کر
سنو وہ جس سے کبھی جدائی کرے نہ ہرگز ہو بے وفائی — اوسی کی بہتر ہے آشنائی تو آب اوسکو تو آشنا کر

غزل وزیر

ہون وہ بلبل جو کرے ذبح خفا تو ہو کر — روح میری گل عارض میں رہے بو ہو کر
اسقدر ہیں سے گئے تجھ پر کہ نظر آتے نہیں — اب تو گلزار میں گل رہنے لگے بو ہو کر
ناتوانی سے ہوا خون کا بھی رنگ سفید — کیا بہانا ہے جو بہ جائے اب آنسو ہو کر
جسم سے روح نکل آئے پے استقبال — چلتی ہی تیغ قضا جنبش ابرو ہو کر
جان پڑ جاتی ہے زیور میں پہننے سے تری — کہیں اُڑ جائے نہ چگنی تری جگنو ہو کر
چشم لیلی کو یہ لپکا تھا نظر بازی کا — نجد میں قیس کو دیکھ آتی تھی آہو ہو کر
جنس دل جانچ بھی لے تول بھی لی حاضر ہے — رہ گیا سینے میں کیون تیر ترازو ہو کر
ناک ہو ایسی چڑھائی کہ ہوا ناموزون — یار موزون یہ ترا مطلع ابرو ہو کر
آدمیت پہ خدا داد ہے اللہ اللہ — انس انسان سے کرتے ہو پری رو ہو کر
رشک سنبل ہوئی بلبل کی پریشان نظری — زینت چہرۂ گل ہو گئی گیسو ہو کر
ٹھہرا ہی جوشش گریہ کہ گلا کٹ جائے — آب شمشیر نکل جائے نہ آنسو ہو کر
ساقیا ہمنے شب وصل میں پی تھی جو شراب — روز فرقت نکل آئی ہے وہ آنسو ہو کر
ہون وہ عمدیدہ گرا نظروں سے اک پل میں وزیر — کی جگہ بھی جو کسی آنکھ میں آنسو ہو کر

غزل قیصر

کوئی جانبر نہوا عاشق شیدا ہو کر — جان لی آپ نے کتنوں کی مسیحا ہو کر
پہلے وہ لطف و کرم اب یہ جفائیں یہ ستم — مجھکو حیرت ہے کہ کیا ہو گئے تم کیا ہو کر
ایک بوسہ پہ نلوگے تو بتو پوچھو گے — دل مسلمان کا بکا جاتا ہے ترسا ہو کر

راہ پر اونکو نہ آنا تھا نہ آئے افسوس
ہم یہان ست بھی گئے نقش کف پا ہوکر

عمر بھر مین تپ فرقت کی بلا دین یا
کیا کیا تینے مرے ساتھ مسیحا ہوکر

دو قدم چلکے نزاکت سے وہ تھم جاتی ہین
حشر رہ جاتا ہے ہر گام پہ برپا ہوکر

کھل گئی آنکھ تو وہ یوسف ثانی نہ ملا
کیا پشیمان مین ہوا خواب زلیخا ہوکر

مہربان وہ شب وصلت مین ہے وقت سحر
چمکی تقدیر بھی تو صبح کا تارا ہوکر

مفت مین جان سے جائینگے مریض ہجران
آپ پرہیز کرینگے جو مسیحا ہوکر

ہند مین اب نہین ہے کچھ مزہ ای قیصر
قبر احمد پہ چلو تارک دنیا ہوکر

غزل حیرت

سویا وہ ماہ رو جو ہمارے پلنگ پر
گرتے تھے ٹوٹ ٹوٹ کے تارے پلنگ پر

فرمائیے تو یہ شب گیسو سے آپ کے
افشان گری ہے یا ہین ستارے پلنگ پر

ہم دیکھتے تھے دور سے چالاکیان تری
غیرون سے ہو رہے تھے اشارے پلنگ پر

او شوخ گنے ہین شب فرقت کی سختیان
ہم لوٹتے ہین رات کو سارے پلنگ پر

کیا اسمین عیب ہے جو بلاؤ تم اپنے پاس
لیٹے رہینگے ایک کنارے پلنگ پر

آؤ گے حسب وعدہ مرے پاس وقت خواب
یا مین ہی آؤن یار تمہارے پلنگ پر

روٹھے تھے مدتو سے نہ آتے تھے گھات مین
مشکل سے رات آئے وہ بارے پلنگ پر

سارے مکان مین ہو گیا اک نور جلوہ گر
کپڑے جو اوسنے شب کو اوتارے پلنگ پر

دل مین تو ہے کہ سوئین لپٹ کر ہمارے ساتھ
آتے نہین حجاب کے مارے پلنگ پر

حیرت خوشا نصیب تمہارے وہ نازنین
کہتا ہے تمکو پیار سے آرے پلنگ پر

غزل داغ

ہان دل مین خیال اور ہے اور وان نظر اور
ہے حال طبیعت کا ادہر اور ادہر اور

ہر وقت ہے چتون تری ای شعبدہ گر اور
اکدم مین مزاج اور ہے اک پل مین نظر اور

ناکارہ و نادان کوئی مجھ سا بھی نہوگا
آیا نہ بجز سینہ زنی مجھکو ہنر اور

دل دیکے لیا رنج و الم واہ ری قسمت
ہم سمجھے تھے کچھ اور ہوا ہائے مگر اور

جیتا نہ بچے ایک بھی جانبر نہو کوئی
دو چار ستمگار ہون تیرے سے اگر اور

ہون پہلی ہی منزل عشق مین غش تاب خجالت
کیون مجھکو ڈبوتے ہین مرے دیدۂ تر اور

ٹھہرا ہے وہان مشہور یہ قتل ہمارا
تو حضرت دل ایک سنو تازہ خبر اور

اور اور ہین آپ آپ مین کیا آپکو نسبت
ہون لاکھ زمانے مین اگر رشک قمر اور

بھر بھر کے جو دیتے ہین وہ جام اور کسیکو
لیلے کے مزے پیتے ہین یان خون جگر اور

ہم جانتے ہین خوب ترے طرز نگہ کو
ہے قہر کی آنکھ اور محبت کی نظر اور

ای داغ ہے عشق ہی کیا زہر کو نسبت
ہے اسمین اثر اور وہ رکھتا ہے اثر اور

غزل وزیر

ذرا تو دیکھ لے وہ ہم کو آکر
کوئی دم اور بھی ای دم وفا کر

اگر پوچھے وہ بربادی ہماری
صبا کہہ دیجیو کچھ خاک اوڑا کر

ہزارون ہوگئے ٹکڑے گریبان
چلے اس ناز سے دامن اوٹھا کر

جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین
تو کیا کہتا ہے کچھ اپنی دوا کر

گریبان صبح محشر نے کیا چاک
قیامت کی ہے کیا قامت دکھا کر

نہین اوٹھنے کے قاتل کی گلی سے
کہ ہم بیٹھے ہین سر سے ہاتھ اوٹھا کر

ترا گیسو بہت بل کھا رہا ہے
بگاڑا تو نے ظالم سر چڑھا کر

مین یہ سمجھا دعا دیتا ہے مجھکو
لگا جب کوسنے وہ ہاتھ اوٹھا کر

وزیر اب تا کجا یہ بت پرستی
کسی دن تو بھلا یاد خدا کر

غزل قبول

ہون تنگ بر گریبان کوئی جانان چھوڑ کر
غم نہ کیونکر کھائے آدم باغ رضوان چھوڑ کر

اسی جنون میں ہوش اتنا اتنک ہی جو دیکھوں یا کیا
اوسکا دامن تھام لون اپنا گریبان چھوڑکر

شہر سی مجھکو نکالا ہے یہان تو چین دے
اب کہان مین جاؤن ای ناصح بیابان چھوڑکر

الفت کو بھی صنم ہمراہ تھی وقت سفر
کوچۂ جانان مین آیا باغ رضوان چھوڑکر

ہاے کیون چھوڑا تہ ہی زلف رسا کو ہاتھ سی
خود پریشان ہو گیا زلف پریشان چھوڑکر

آئے ہو تو سیر گلشن کا مزہ بارش مین ہے
کیون چلے ہنستے ہوی تم مجھکو گریان چھوڑکر

مارا ہے تیر نظر سے ہنسکے زندہ بھی کرو
جان جان جانے کہان ہو مجھکو بیجان چھوڑکر

گیسوی پیچان کو بکھرا کر مراد دل خوش کرو
عقدہ اس عاشق کا کہولو زلف پیچان چھوڑکر

اک نگاہ ناز پہ دیتا ہے دل تمکو قبول
دیکھو پھر پچتاؤگے یہ جنس ارزان چھوڑکر

غزل راقم

کس پہ جان قربان کرین ابرو ہی دلبر چھوڑکر
کسکے سودائی بنین زلف معنبر چھوڑکر

ہم چلے ملک عدم کو پای قاتل کے تلے
تن تڑپتا چھوڑکر اور لوٹتا سر چھوڑکر

آج سے تنے کر دیا اندھیر عالم مین چھپا
روی رشک مہر پہ زلف معنبر چھوڑکر

رشتۂ الفت سے باہم ہو جدا ممکن نہین
تیغ سر کو چھوڑکر اور تیغ کو سر چھوڑکر

بوسۂ لب کے عوض مین گالیان سنتی ہین ہم
زہر کہایا کرتے ہین قند مکرر چھوڑکر

کسکو راقم اپنی چھاتی سے لگائین پھر مین
اوس پری پیکر کی تیغ ناز بہ در چھوڑکر

غزل غافل

ذبح کرتا ہے اور کہتا ہے کہ فریاد نکر
یہ ستم مجھ پہ نیا ای ستم ایجاد نہ کر

خدمت اپنی کے لیئے رہنے دے مجھسا بھی غلام
بندگی اپنی سے ظالم مجھے آزاد نہ کر

مجھ سا دلدادہ تجھے پھر کہین ملنے کا نہین
اپنے ہاتھون سے تجھے اسطرح برباد نکر

بال و پر توڑ کے کرتا ہے اب آزاد مجھے
اتنی بیرحمی مرے حال پہ صیاد نکر

لب بلب سینہ بسینہ ہوے اب ای غافل
بھول جا باتین وہ اگلی اونہین اب یاد نکر

سرپہ گر آرے بھی چل جاوین تو اے دل ہاتھ سے
پائے عشق صنم ہرگز کسی عنوان نہ چھوڑ

دیکھ پچھتاوینگا تو اے رشک لیلی عمر بھر
مثل مجنون دشت مین یون مجھکو سرگردان نہ چھوڑ

کیا عجب صحت مریض ہجر کو ہو اے مسیح
حتی الامکان تجھکو لازم ہے کوئی درمان نہ چھوڑ

جس طرح سے ہو خوشی کر تو ہمارا امتحان
دل مین باقی اپنے اے ظالم کوئی ارمان نہ چھوڑ

ڈوب کر مرجاؤنگا چاہ ذقن کی یاد مین
بندۂ بیدام کو اپنے مہ کنعان نہ چھوڑ

جوش وحشت آج کل حد سے زیادہ مجھکو ہے
چاک کر دست جنون باقی کوئی دامان نہ چھوڑ

عاشقون کو ہوگی بیتابی سے پھر او بجن زیاد
عارض پُرنور پر یون کاکل پیچان نہ چھوڑ

مجھپہ کیا موقوف ہے گر شوق قتل عام ہے
شوق سے کر قتل اے قاتل کوئی انسان نہ چھوڑ

بعد مدت کر ملا ہے آج وہ تنہا مجھے
تو بھی اے دل عیش و عشرت کا کوئی سامان نہ چھوڑ

جان لی گر تو نے قاتل اسکو بھی تو ساتھ لے
ٹھوکرین کھانیکو قالب بیجان نہ چھوڑ

شاید آجاسکے در مقصود عالم ہاتھ مین
فخر اس در کی گدائی ہے در سلطان نہ چھوڑ

غزل صبا

لوٹینگے فصل گل کی سبب جو بہار روز
کھیلینگے ساقیا لطف می کا شکار روز

صیاد و باغبان نکرین کچھ ادائیان
ناز و نیاز بلبل و گل مین ہے چار روز

شاہد ہے آسمان ستارے گواہ ہین
آنکھون مین کاٹتے ہین شب انتظار روز

ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے
اے دل کہان حلاوت وصل نگار روز

کھاتے ہین داغ ہم چمن روزگار سے
لالہ کی طرح پیتے ہین خون بہار روز

یارب چمن رہے گل و بلبل کی خیر ہو
روتی ہے پھوٹ پھوٹ کے کیون آبشار روز

مجنون نہین کہ ایک ہی لیلی کے ہو رہین
رہتا ہے اپنے ساتھ نیا اک نگار روز

مجبور ہون مین کوچۂ جانان کے شوق مین
جاتا ہون دوڑ دوڑ کے بے اختیار روز

اک دن ضرور گل ہے صبا شمع زندگی
لایا جو آندھیان یونہین دل کا غبار روز

غزل صبا

تیر ہے سودای مژگان نگار ابکی برس — کوڑیونکے مول بکتے ہین کٹار ابکی برس
سال آئندہ ہوگا یہ بھی عالم دیکھنا — وہ کہان سال گذشتہ کی بہار ابکی برس
سرو بھی دبنے لگے شمشاد بھی دبنے لگو — بارہ پہ آیا نخل قد یار ابکی برس
ٹوٹی جاتی ہین گلونکے بارسے ڈالیان — پھٹ پڑی ہے باغ مین کیسی بہار ابکی برس
کیا برابر چل رہی ہے آرزوؤن پہ چھری — خوب ای ترک حسین کھیلا شکار ابکی برس
روپ پر ہے یار کا باغ جوانی دیکھیے — کیا شگوفہ لانے سینے کا ابھار ابکی برس
سرمہ آنکھون مین رقیبون کی وہ دلوانے لگو — پیس ڈالا ہی گردش لیل و نہار ابکی برس
مہندی ملکر پاؤن مین اس شاہ سے پہرنا تھا — کانپ کانپ اوٹھے شہیدونکے مزار ابکی برس
سال ہی بھر مین ترقی کی یہ ای طفل حسین — نی سوار اگلی برس تھا شہسوار ابکی برس
ای صبا جیسے ابھی تک ہے خزان کا دور دور — آئیگی بھی یا نہ آئیگی بہار ابکی برس

غزل انشا

پہر تو کہہ بہر کے دم سرد مری ہونٹ نچوس — ہان وہ کس طرح کہ بے درد مری ہونٹ نچوس
قہر ہے لعل مسی زیب سے تیرا کہنا — رنگ یاقوت ہو یان گرد مری ہونٹ نچوس
نہ فضیحت ہو چلمن تو مجھے چھوڑ نہ دی — دیکھ یہ جاگہہ ہے بے پردہ مری ہونٹ نچوس
مجھکو حیران نکر چھوڑ تری دہشت سے — دیکھ رخسار ہوے زرد مری ہونٹ نچوس
صدقی اس نازکے انشا سے یہ کہنا چلبلی — چوٹ لگتی ہے ہوا اور درد مری ہونٹ نچوس

غزل تراب

آنکھ پھیلا کے جو کرتا ہون نظر سو سو کوس — دیکھ پڑتا ہے وہی رشک قمر سو سو کوس
کس طرح کیجیے خبر او ستمگر [illegible] — عشق کی میرے تو لو پہنچی ہے خبر سو سو کوس
دل کو رہتے ہین سدا عاشق و معشوق ملے — کیسا ہوا آنکھون کو ہو [illegible]

یار نے موسم گرمی میں کیا قصد سفر
پانی برسا دے دراے دیدۂ تر سو سو کوس

کیوں نہ سیمرغ چھپے قاف میں دہشت سے تری
اُڑ کے جاتے ہیں تری صید کے پر سو سو کوس

ٹھنڈی سانسوں سے مری یار کا دل جلتا ہے
پڑ گیا گل پہ یہ پالے کا اثر سو سو کوس

جی میں آتا ہے فراغت سے دہاں رہئے تراب
کہ جہاں ہو نہ کہیں غم کا گذر سو سو کوس

غزل غافل

دیکھے دشمن جو مرا حال تو کھائے افسوس
دوست ہو کر تمہیں افسوس نہ آئے افسوس

جس کمان ابرو پہ سو جان سے قربان ہوں ہم
ہدف تیر وہ اوروں کو بنائے افسوس

کیا غضب ہے نہ کھڑے رہنے کا ہو حکم ہمیں
اور غیروں کو تو پاس اپنے بٹھائے افسوس

جسکے دیدار کی حسرت میں ہو جی آنکھوں میں
مرتے دم وہ ہمیں صورت نہ دکھائے افسوس

حیف پابوسی قاتل نہ میسر ہو ہمیں
مفت یہ جان حزیں ہاتھ سے جائے افسوس

آہ آوارہ پھرے دشت طلب میں غافل
اور خضر بھی اوسے رستہ نہ بتائے افسوس

غزل اسیر

وہ گلبدن نہوا ہمسے ہمکنار افسوس
بہار عمر خزاں ہو گئی ہزار افسوس

بہت پسند ترا رنگ ہے مجھے لیکن
بقا نہیں تجھے اے موسم بہار افسوس

بتوں کی یاد میں تو سب بھی بھولے ہم دم مرگ
چلے جہاں سے آخر گناہگار افسوس

یہ شام وعدہ سے آنکھیں کھلی ہیں تا دم صبح
کہ مجھکو دیکھ کے کرتا تھا انتظار افسوس

جو بیقرار ہی نے آنے دیا نہ لگنے قریب
ہمارے حال پہ کر نیلگا قرار افسوس

یہ دل لگا کے نکلے قابل تو ... نہ دلا لیکن
نہیں ہے حسن بتاں کا کچھ اعتبار افسوس

طریق عشق میں ہادی در رہنما اسیر
جو ایک دل بھی ملا ہے وہ بیقرار افسوس

غزل اسیر

کیا ہے سر تو دل کو وہ پری زاد فراموش
یاد آتا ہے رہ رہ کے وہی یاد فراموش

پھر ہمنے رہا ہو کے ہوا باغ کی کھائی — پھر ہمکو ہوا خانۂ صیاد فراموش
وہ آنکھ اوٹھا کر مہ و خورشید کو دیکھے — ہو جسکو ترا حسن خداداد فراموش
بھولے سے کبھی فاتحہ پڑھنے کو نہ آئی — شیرین کو ہوئی محنت فرہاد فراموش
ممنون ہوں میں وحشت کا اسیر اوسکا ہی احسان — ہیں مخمصۂ عالم ایجاد فراموش

غزل قیصر

ہو جائے مرا شوق میں ہر موی تن آغوش — پھیلائے جو ملنے کو وہ غنچہ دہن آغوش
آباد کرو آکے تو پھر جائیں مرے دن — ویران شب فرقت میں ہے ای جان من آغوش
یوں کوہ غم ہجر نہ گرتا ترے سر پر — شیرین کا جو ملتا تجھے ای کوہکن آغوش
لپٹائے رہا کرتے تھے ہر وقت گلے سے — تھے دست تہی پھر حسین و حسن آغوش
دل کھول کے ای گل ترے گیسو سے لپٹتا — افسوس کہ کہتا نہیں مشک ختن آغوش
کچھ بول تو یہ بھید ہے کیا ای بت کافر — کھلتا نہیں کیوں صورت راز دہن آغوش
اللہ رے لیلی ترے ملنے کی تمنا — مجنون کا بنا شوق میں ہر موی تن آغوش
سمٹے جو شب وصل میں وہ شرم کے مارے — تا صبح کھلا پھر نہ لسان دہن آغوش
معراج کی شب شاہ رسل کو لیے قیصر — پھیلائے رہا شام سے چرخ کہن آغوش

غزل اسیر

دیکھنے آتے ہیں کیا کیا طالب دیدار رقص — گرم کر دیتا ہے تیرے حسن کا بازار رقص
تو وہ گل ہے سیر کو آئے تو ایسی ہو خوشی — صورت طاؤس کبھی کرنے لگے گلزار رقص
ہوں وہ مجنون ناقہ لیلی تو کیا ساری غزال — کرتے ہیں سنکر تری زنجیر کی جھنکار رقص
مثل بلبل دم بھرتے ہیں جوان و پیر کی — بزم میں کرتا ہے جب وہ طفل نکہت آثار رقص
کون یوسف سیر کو آیا کہ ہو کر شادمان — ہر دم بازار کرتے ہیں سر بازار رقص
چال چلتا ہے وہ قاتل راہ میں تلوار کی — بسملوں کا ہے پسند اوسکو مگر رفتار رقص

اپنی چشم مست کی گردش جو دکہلائے وہ شوخ — مست کی صورت ابھی کرنے لگین ہشیار رقص
سنکے نالون کو ہمارے سرہلاتی ہے وہ زلف — بانگ نَے پر جس طرح کرتا ہے کوئی مار رقص
ہم اگر روتے تو ساری خلق خوش ہوتی اسیر — صورتِ ماہی کرتا ابر دریا بار رقص

غزل مخلص

ردیف ض

بیوفاؤن سے بہلا دل کا لگانا کیا غرض — بارِ ذلت کا عبث سر پر اوٹھانا کیا غرض
کیون کسی کو چاہیئے کیون جان دیجئے عشق مین — خون دل پینا عبث ہی غم کا کہانا کیا غرض
جو کہ اپنا دل دکہاوین کچھ نہ ہمدردی کرین — ایسے بیدردون سے دردِ دل جتانا کیا غرض
ہمت عالی کا ممنون ہو جو حاجت ہے تجھے — حال دل بے فیض کو اپنا ستانا کیا غرض
جانتے ہو جان جانیکا ہے وان خوف و خطر — پھر گلی مین اوس بت قاتل کی جانا کیا غرض
جب تمھین آنا نہین منظور اس بیمار کے گھر — جھوٹے وعدے پر عبث کرنا بہانا کیا غرض
آتشِ داغ جدائی مین کسی گلفام کے — مثل بلبل اپنا دل ناحق جلانا کیا غرض
ایک دم بھر بھی نہ اپنی جو ہوا داری کرے — ایسے ظالم کی گلی مین خاک اوڑانا کیا غرض
جو نہ پوچھے بات اپنی مخلص اوس سے کیا کہے — بیوفا سے حرف مطلب لب پہ لانا کیا غرض

غزل اسیر

ردیف ط

گرد عارض جب نکل آتا ہے خط — ہالۂ مہتاب سمجھا جاتا ہے خط
کیا نزاکت اوسکے چہرے کی کہون — بوسے لیتا ہون تو بنجاتا ہے خط
اضطراب دل جو لکھ دیتا ہون مین — منزلون قاصد کو دوڑاتا ہے خط
لکھتے لکھتے بسکہ ہو جاتا ہے طول — رفتہ رفتہ یار تک جاتا ہے خط
دیکھیئے خط ہے یہ کسکے نام کا — نامہ بر یہ کسکے پہونچاتا ہے خط
سورۂ والشمس ہے رخسار یار — آیۂ واللیل کہلاتا ہے خط
اضطراب دل ہمارا ای اسیر — سینکے قاصد اوسکو پہونچاتا ہے خط

غزل جمیل

جب وہ کرتے ہی نہین تحریر خط
خاک لکھین عاشق دلگیر خط

مجھکو سنکر اپنا مشتاق جمال
اوسنے بھیجا ہے مع تصویر خط

آپنے لکھا کسی کا بھی جواب
سیکڑون مین نے کیے تحریر خط

دیکھیے رحم اوسکو پڑھکر آگیا
کر گیا آخر مرا تاثیر خط

اب مصور کو بناؤن نامہ بر
چاہیے اونکا مع تصویر خط

کچھ تو ہو تسکین دل بیتاب کو
ایک تو لکھو او بت بے پیر خط

مین نے کچھ لکھا نہ تھا جز حال دل
پھاڑ ڈالا اوسنے بے تقصیر خط

اب کسی سے وہ نہین پرسان حال
بے اثر نالے ہے بے تاثیر خط

کیا لکھون حال دل صد چاک اوسے
وہ بت بدخو نہ ڈالے چیر خط

وہ چلے آئے جو مضمون دیکھکر
سحر تھا جادو تھا یا تسخیر خط

جب لکھا کچھ وصف ابروانی جمیل
میرے حق مین ہوگیا شمشیر خط

غزل اسیر

خدمت قاصد اگر نہ لایا خط
ڈاک مین اوس صنم کا آیا خط

تمکو کیا میری سرنوشت سے کام
کوئی پڑھتا نہین پرایا خط

سوز فرقت کا تھا جو حال رقم
آگ مین یار نے جلایا خط

لو غلامی سے ہوتے ہین آزاد
خط حوالے کرو کہ آیا خط

یار کا خط نہین یہ ای قاصد
خط سے ہمنے بہت ملایا خط

دیکھیے خط یہ کسکے نام کا ہے
کہکے قاصد نے یہ دکھایا خط

اوسکی آزردگی کا دھیان رہا
کبھی لکھا کبھی مٹایا خط

پڑھ کے اوس بت کی بات تک پونچے
اسقدر طول ہو خدایا خط

قطعہ

کیسا گھبرا کے وہ لگا کہنے | میرے قاصد نے جب دکھایا خط
کون ایسا ہے آشنا میرا | کسنے بھیجا کہاں سے آیا خط
عاشق ردی صاف تم ہو اسیر | اسقدر کہتے کہون پڑھا یا خط

غزل جمیل

اٹھو یارب یار کا آجائے خط | رٹ یہی ہے ہمکو ہر دم ہائے خط
اس پریشانی مین جو آجائے خط | کوئی دم تو دل مرا بہلائے خط
زندگی کا میری ہوتا وہ سبب | ایک پرچہ بھی جو آتا جائے خط
جتنے خود لکھکر اگر بھیجے نہین | اسقدر رہین نے کہا لکھنے پائے خط
لکھتے ہین تشریف لانیکا وہ حال | شوق مین کیونکر نہ دل تڑپائے خط
اوس ہت نو خط کی صورت دیکھکر | اک زمانہ ہوگیا شیدا اسے خط
اپنا سب لکھا ہے حال اشتیاق | کسکو بھیجون کون اسے پہنچائے خط
تیرے کیا کیا عہد و پیمان اوس مین ہین | حال کھل جائے جو دیکھا جائے خط
جب وہ لکھتے ہی نہین خط ای جمیل | کوئی کیونکر اونکا لیکر آئے خط

غزل شرم

مجھکو ای شرم سے ہے محبوب کا بیکار لحاظ | عاشق زار سے کرتے نہیں للہ لحاظ
وصل مین اتنا نکر غیرت گلزار لحاظ | پہلی دلکو ہی دیتا ہے مجھے خار لحاظ
خفا ہو جو لیا بوسہ تیری عارض کا | کشش عشق مین باقی نہ رہا یار لحاظ
دیکھکر آنکھ چرا لیتے ہین کرتے ہین ادب | اسقدر رہی وہم نظارہ رخسار لحاظ
دل تڑپتا ہے مرا ضبط سے تیرے بخدا | وصل کے دن تو نکرای بت عیار لحاظ
یاد جب آتا ہے قسمت ہی اکیلا معشوق | عاشق زار کو رہتا نہیں تہار لحاظ
صورت زیست نہوگی کسی صورت میری | بوسہ دینے مین کیا تونے جو ای یار لحاظ

چال چلتا ہے مرا سرو رواں آفت کی — کبک کو آئی نہ کیونکر دم رفتار لحاظ
مین فقط ہون تری شیرین سخنی کا عاشق — مجھسے کرتا ہے عبث تو دم گفتار لحاظ
ہوکے بدخواب وہ دشنام کہین دینے مجھے — مجھکو آتا ہے اوسے کرنے مین بیدار لحاظ
اب جو فرمائیگا آپ وہی سنئیگا — ہو چکا ضبط کیا آپکا سو بار لحاظ
وصل مین شرم و حیا شرم کو مشکل ہے بہت — کثرت شوق سے ہو جاتا ہے دشوار لحاظ

غزل داغ

قول و قسم کی شرم ملاقات کا لحاظ — انسان کو ضرور ہے ہر بات کا لحاظ
دامن جھٹک جھٹک کے چھوڑا یا ہزار بار — تمکو ہوا نہ خاک مری بات کا لحاظ
کل غیر کے بھی سامنے جھپکی تری آنکھ — دن کو مزہ دکھائیگا اس رات کا لحاظ
دیکھو ادھر اوٹھاؤ نظر ہو چکی حیا — کیا جانتا نہین کوئی اس گھات کا لحاظ
کل بھی خدا کیواسطے رکھنا خیال مین — ان منتون کی شرم و مدارات کا لحاظ
اقرار بھی ہے وصل پر انکار بھی او نہین — اسبات کا لحاظ نہ اوس بات کا لحاظ
اے داغ میکدے مین گئے ہین جناب شیخ — ٹوٹا ہے آج قبلۂ حاجات کا لحاظ

غزل حجاب

غضب ہے حسن خداداد پہ یہ پیاری وضع — دلون کو چاہنے والونکے ہے کٹاری وضع
ملا نہ مثل ترے کوئی گو بہت ڈھونڈھا — نہ پائی بات تری سی جو دیکھی ساری وضع
پری تو کیا ہے نہین حور بھی مین جان جہان — یہ ناز اور نزاکت یہ پیاری پیاری وضع
اگرچہ اور بھی ہین وضعدار دنیا مین — مگر سبھون سے نرالی ہے یہ تمھاری وضع
حجاب بس مین کنیز جناب زہرا ہسم — ہزار مین نہ چھپے گی کبھی تمھاری وضع

غزل اسیر

دست نازک مین گرے ہے روشن جو وہ گلرو چراغ — صورت گل باغ محفل کو کرے خوشبو چراغ

لیجیے موجود ہے یہ دل ہمارا داغدار ... چاہیے تمکو اگر پھر شب گیسو چراغ
داغ کہائے عاشقون نے بال جب اوسکے کہلے ... ہوگئی جب شام روشن ہوگئے ہر سو چراغ
اہل محفل کو کرین دیوانہ پروانے تو کیا ... تیری آنکھون کا صنم سیکھے اگر جادو چراغ
ہون مین حیران وصل کی شب روشنی کیونکر کرون ... کوئی جل سکتا ہی پیش افعی گیسو چراغ
کیا نظر آتی ہے ہمکو خوبصورت روشنی ... مہروش ہے شمع محفل مین تری مہرو چراغ
روشنی اوس بت نے کی اللہ کی گہر مین اسیر ... کعبہ ابرو ہے اگر خال ترا ابرو چراغ

غزل قلق

ابھی تلک جو نہین چاہ پیار سے واقف ... وہ شوخ کیا ہو مرے حال زار سے واقف
ہنوز رونے پہ سیر سے شروع الفت سے ... ابھی یہ دل نہین صبر و قرار سے واقف
بہت ہے صحبت اغیار سے اوسے پرہیز ... وہ رشک گل نہین پہلو ہی خار سے واقف
مثال آینہ ہم جیسے حیرتی ہین ترے ... کہ جن دلون مین نہ تھا تو سنگار سے واقف
ہنوز عارض دلبر ہے گرد خط سے پاک ... یہ آینہ نہین ابتک غبار سے واقف
وہ ایک رات تو تجھ سے الگ سوئیگا ... ہوا جو لذت بوس و کنار سے واقف
چڑھیگا جسپہ یہ جن جان لیکے اتریگا ... نہین ہے تشنۂ الفت اوتار سے واقف
وہ مست خواب ہے بلبل چمن مین شور نکر ... نہین تو نازکے خوبی یار سے واقف
ہم ابتدا ہی سے دل کا کہا نہ کرتے قلق ... جو ہوتے عشق کے انجام کار سے واقف

غزل گویا

ہاتہ پھر وحشت نے دوڑائے گریبان کیطرف ... پھر مجھے جانا پڑا کوہ و بیابان کی طرف
پھر بہار آئی گل رخسار یاد آنے لگے ... مثل بلبل اوڑ چلا دل پھر گلستان کی طرف
پھر کسیکا چاند سا مکھڑا مجھے یاد آگیا ... دیکھتا ہون رات بھر پھر ماہ تابان کی طرف
پھر کسی کے لنبے لنبے بال یاد آئے ہمین ... روتے ہین پھر دیکھکر شبہائے ہجران کی طرف

ای جنون پہر ہمکو وہ خوش چشم یاد آئیگی — روتے ہین پہر دیکھہ کر چشم غزالان کی طرف
پہر او نہین زلفون کا سودا سلسلہ جنبان ہوا — پہر لگے جا جا کے رونے سنبلستان کی طرف
پہر پریشانی کی صدمے کہینچنے مجھکو پڑے — دل کہنچا جاتا ہے پہر زلف پریشان کی طرف
آستین پہر آنسوؤن سے ہای تر ہو جائیگی — پہر لگے بہ بہ کے جانے اشک دامان کی طرف
ای جنون رگہای تن کو شوق نشتر پہر ہوا — دیکہتا ہون پہر کسی کی نوک مژگان کی طرف
چہٹ گئی دست خرد سے پہر عنان اختیار — لیچلا پہر توسن وحشت بیابان کی طرف
پہر ہوا شوق شہادت آہ ای گویا مجھے — پہر جہکا جاتا ہے سر شمشیر برّان کی طرف

غزل عالم

کرتا ہے ان دلون جو مجھے بیقرار عشق — اب دیکھیے دکہاتا ہے کیا کیا بہار عشق
کہتا ہے یار کسکو محبت کا ہے یقین — مجھہ کو جتا یا کیجیے اپنا شعار عشق
گہر سے نکال کر ابکی در در پہرائیگا — بے خانمان کریگا مجھے بے دیار عشق
اب میرے حق مین دیکھیے یہ کیا کریگا اور — رکہتا ہے بیقرار جو لیل و نہار عشق
کہ لاکہہ ان حسینون مین الفت کوئی جتائے — تو کیجیو دلا نہ کبھی زینہار عشق
عاشق اگرچہ لاکہہ چہپائے اسے مگر — سرچڑہ کے اوسکی ہوتا ہے خود آشکار عشق
سبکو رکہا ہمیشہ یون ہی غم مین مبتلا — کسکا ہوا جہان مین بہلا دوستدار عشق
ای دل نہ آئیو تو کبھی اوسکے پیچ مین — ہو جائے اب نہ تیرے گلے کا یہ ہار عشق
ہوتا نہ میرا حال یہ عالم فراق مین — کرتے چلتے ہم کسی سے جو دو چار بار عشق

غزل اسیر

خط مین لکہا ہے یار نے مجھکو سلام شوق — قاصد مری طرف سے بہی کہیو پیام شوق
کیا خوش ہون خط یار مین پڑہ کر پیام شوق — غیرون کو بہی تو اوسنے لکہا ہے سلام شوق
جیسے کہ ذکر گیسوی صیاد کا سنا — رہتا ہے مرغ روح گرفتار دام شوق

طاقت نہین رہی سفر حج کی ضعف سے / کعبے کے حاجیو تکو ہمارا سلام شوق
مانند شمع یار کی بزم وصال مین / کاٹی گئی زبان جو لیا ہمنے نام شوق
درپیش ہو عرض تو خوشامد ضرور ہی / لکھتے ہین پہلے مطلب خط سی سلام شوق
کس گل کے پیرہن کی صبا لائی ہے شمیم / خوشبو وہ بات جان سے معطر مشام شوق
ہے لن ترانی دار کی یہ ٹھیک بات / دیکھا جو یار کا ہے جواب کلام شوق
تکرار قافیون کی غزل مین ضرور کیا / مقطع ہوا اسیر کرو اختتام شوق

غزل تداب

مجھے تو مارا حیا نے تیری کریگا مجھسی حجاب کب تک / دکھا دی مکھڑا او شاد کر یہ پردہ رکھیگا منہ پہ نقاب کب تک
بھلا یہ پوچھو کوئی صنم سے ہوئی ہے تقصیر کون سی / جو یاد آتا نہین ہے تجھ سے یہ ظلم جور و عتاب کب تک
رہی ہی غیرون کے گھر مین کیون ہے ہمیشہ یار رقیبون کو آگ / کبھی وہ آتا نہین ہے گھر پر ہمیشہ رہتی ہون غم سی خراب کب تک
مری حریفو نسی کرکے یاری ہوا شریک شراب خواری / بھلا مین ایسی کرون نہ زاری بلون مین شامل کباب کب تک
امنگ پر ہی تمہاری جوانی تو کرلی بند ہی لن ترانی / یہ بات اچھی نہین ہی جانی رہیگا حسن شباب کب تک
وہ سورہ یوسف کی پڑھ کے تفسیر لگا یہ تلاش کرنی تعبیر / سپارہ تجھی یوسف ہی پوچھو بغل مین جزو کتاب کب تک
جہان تو فانی حباب سا ہی کسی کو ہرگز نہین بقا ہی / وجود دریا کو دیکھو کیا ہی شہود موج و حباب کب تک
دلا سراپا سرور ہوجا نکل کی ظلمت سی نور ہوجا / خدا کے نشے مین چور ہوجا رہیگا مست شراب کب تک
مجھے تو آتی ہی دل پہ رقت کہ شعبدا ہی اسکی ملاقات / وہ دام صورت مین فی الحقیقت ہی سارہیگا تراب کب تک

غزل زخمی

ملو گلے سے اب او صاحب یہ غصہ کیسا غبار کب تک / او شہار رنج و الم کہانتک ہمارا دل بیقرار کب تک
گئی ہین آنکھین ہماری پتھرا گئی ہی ایسی نظر ہی / دکھا دی صورت کہین خدارا رہیگا تیرا انتظار کب تک
ستا ستا نازان ہو کہنا مانو حسین ہین جیسے یہان رہیگا / یہ چند روزہ ہی حسن صاحب خزان ہی آخر بہار کب تک
یہ حسن بانکا شباب جانان سدا کسی کا نہین رہا ہی / لگا لو اسکو گلے سے آکر کرون مین صبر و قرار کب تک

مزار احمد پہ چل کے بیٹھو ملینگی دلکی مرادین تمکو — اگر شبِ ہجر کو گڑی ہو منزل جہینگی تا وہ نین خاک کبتک

غزل صبا

بستی ہوگی تری اے غیرت گلشن کبتک — دیکھیے آئے بہارِ گلِ سوسن کبتک
اے اسیران چمن حسرت گلشن کبتک — تا کجا آہ و فغان نالہ و شیون کبتک
رحم کر حال پہ مر جاوے گے تو اے سوز فراق — قبر مین آگ پہ لوٹون پس مردن کبتک
ہو لیے پنجۂ مژگان سے در رخنا نہ یار — چشم حسرت طرف دیدۂ روزن کبتک
پاؤن پڑتا ہون مین للہ گلے سے لگ جا — ہاتھ باندھ ہون ترے آگے بت پرفن کبتک
ناز بیجا نہ کر اسے یار وہ دن مین نہ رہے — بات ابتک سے بہ بلی پہ لڑکپن کبتک
اے صبا دیکھیے اب چل کر اذان کبھو ہون — دیر مین بہو نکیے نا قوس برہمن کبتک

غزل نظیر

بیٹھے ہین ہم تو اب بھی بلواؤ گے نہ جبتک — دیکھے ہین تو آپ ہم سے ناخوش رہینگے کبتک
اقرار تہا سحر کا ایسا ہوا سبب کیا — ہو شام ہونے آئی اور وہ نہ آیا ابتک
محفل مین گلرخون کی آیا جو وہ پریرو — ہو شکل حیرت اوسکی صورت رہی لا شب تک
بوسہ نظیر جھکو دینے کہا تہا اوسنے — قطعہ — ہم وقت پا کے جس دم لینے کو پہونچے جبتک
ہرچند تہا نشے مین وہ شوخ تو بھی اوسنے — ہرگز ہمارے لب کو آنے دیا نہ لب تک

غزل عیش

کیونکر کہون وہ آپ سے آوینگے گھر تلک — میری تو آہ مین نہین باقی اثر تلک
چوٹی کی تیری لیتا بلائین مین اے پری — شانے کی طرح ہاتھ پہونچتے جو سر تلک
سو یاد وہ شمع وجو مرے ساتھ رات بھر — روشن رہا چراغ تمنا سحر تلک
تارے گنا کیا مین شب انتظار مین — جھپکی پلک نہ شام سے میری سحر تلک
سو ہی میان یار مین لاکھون ہی بل پڑی — آئی لٹک کے زلف جو اوسکی کمر تلک

قاصد کے پر سے اُڑ گئے تقدیر کا لکھا — پونہچا جو خط مرا جبت رشک قمر تلک
حسرت میں جان کش لیہ نہی جو رونا ہے آپکا — پونہچیگا بڑہتے بڑہتے یہ پانی کمر تلک

غزل علیم

پہرسان حال جب نہ رہے دوستدار تک — خاموش ہو گئی مری شمع مزار تک
یہ تو کہو کہ راہ زنی کس سے سیکہہ لی — تم لے گئے جو چھین کے صبر و قرار تک
دو بات اوسسے کی تہین فقط التجا کے ساتھ — باتین سُنائین ایک سے لیکر ہزار تک
اہی مہربان وہ کیا ہوئین ذرہ نوازیان — تم تو نہ آئے بہول کے بہی خاکسار تک
قدمون پہ سر کو رکہتے ہی بیہوش ہو گئی — کرنے نہ پائے یار کو خلوت مین پیار تک
جس روز سے کہ آپکی چتون بدل گئی — آنکہین دکہاتے ہین مجہے لیل و نہار تک
سچ سچ کہو علیم تمہین کچہ خبر بہی ہے — کسنے نہ بہلا دیا ہے غم روزگار تک

غزل ظفر

آگے تو ہم سے اسقدر رہتا نہ کبہو الگ الگ — اب ہوئی ایسی کیا خطا رہتا ہی تو الگ الگ
آج کیا ہے ساقیا بزم مین ہین جو بیخبر ہوے — شیشہ و خم جدا جدا جام و سبو الگ الگ
ڈر ہے کہ بوسے لے نہ لو منہ کو ملا کر لب سے لب — مجہسے رہے ہے وہ مرا آئینہ رو الگ الگ
چشم سے ہر مژہ پہ یون جلوہ نما ہین اشک خون — جیسے چراغ رکہہ دیئے بر لب جو الگ الگ
نی مین یہ ہے طلسم کیا نکلے ہی سب اک صدا — روزن سینہ گرچہ ہین تا بہ گلو الگ الگ
دست جنون ابہی مرا پونہچا نہین ہے جیب تک — ہو گئے خود بخود مرے تار رفو الگ الگ
گل جو چمن مین ہین ہزار دیکہہ ظفر ہی کیا ہا — سب کا ہی رنگ جدا جدا اسکی ہے بو الگ الگ

غزل قیصر

گیسو ہین اوسکے سبزۂ رخسار سی الگ — خط شکست سے ہے خط گلزار سے الگ
سرگرم جلوہ ہین وہ سیہ کار سے الگ — رحمت کہڑی ہوی ہے گنہگار سی الگ

گھٹتے ہین اوسنے پھونک دیا کوہ طور کو
شعلہ ہوا جو آتش رخسار سے الگ

کھونگٹ اوٹھا کے ابرو پہ خم دکھا سیئے
اک دم غلاف کیجیئے تلوار سے الگ

دل پھنس گیا ہے زلف بتان فرنگ مین
یہ سلسلہ ہے رشتۂ زنار سے الگ

جا مینگے اونکے گھر او نہین دیدینگے ایکدن
ہم جنس دل کو بیچینگے بازار سے الگ

محشر مین اونکو آتش دوزخ جلائیگی
جو ہو ہین تیرے سایۂ دیوار سے الگ

ہے دل مین بوسے یون لب نازک کے لیجیئے
رنگ مسی نہو دہن یار سے الگ

کچھ غم نہین ہے جان کے جانیکا غم یہ ہے
سر کٹ کے ہو گیا تری تلوار سے الگ

یارب خیال جلوۂ رخ کا نہ دور ہو
یہ آفتاب ہو نہ دل زار سے الگ

قیصر سے ہے کیا روش ترے نظم کلام کی
رہتی ہے فکر بندش بیکار سے الگ

غزل کیف

کیون نہ مٹ جائے تمہاری روبرو گلشن کا رنگ
پھول سی رخسار نازک اوسپہ اس جوبن کا رنگ

ہے اوسی عالم سے آب اونکے رخ روشن کا رنگ
جسقدر چمکا تھا آگے وادی ایمن کا رنگ

دو ہی دن مین ڈہل گیا بس دیدۂ نرگس کا نیل
کس قدر اے باغبان تھا خام اس گلشن کا رنگ

خون بلبل کا کیا چاہو تو جاؤ باغ مین
ظلم ہے بوٹے سے قد پہ سرخ پیراہن کا رنگ

پان تو کہا کر کیا خون ارغوان کا سفت مین
بے لگے مسی ہی شاد و بلغ مین سوسن کا رنگ

چہرۂ گل بے ملاحت شور بلبل بے مزہ
کس قدر پھیکا خزان نے کر دیا گلشن کا رنگ

یا پری شیشے مین ہے یا آئینے مین آفتاب
جلوہ گر ہے پیرہن مین یا کسی کے تن کا رنگ

چھلکیان لینا کسی کا باغ مین یاد آگیا
نیل دل مین پڑ گئے دیکھا اگر سوسن کا رنگ

دیکھنا اے کیف اونکی جامہ زیبی دیکھنا
کامدانی کے دوپٹے پر ہے کس جوبن کا رنگ

غزل بادشاہ

آفت مین مبتلا ہوا بیٹھے بٹھائے دل
یارب کسی پری پہ کسی کا نہ آئے دل

رسوا ہون بیقرار ہون آوارہ و ذلیل
اوسکی یہی سزا ہے جو تجھسے لگائے دل

پہلو سے میرے اوٹھ گیا جسدم وہ دلربا
بولا مین تہام کرکے کلیجے کو ہائے دل

ہم جان دیتے ہین اونہین پروا نہین ذرا
ناقدردان سے کے پاس پہنسا جا کر ہائے دل

الفت کبھی کی تو دلبر ناآشنا سے کی
کہو بیٹھے مفت ہاتھ سے اپنے بٹھائے دل

ای پادشاہِ حسن مری نذر ہو قبول
مین پاس اپنے کچھ نہین رکہتا سوائے دل

غزل یکتا

کیا خاک آپ ایسے کوئی پیارے لگائے دل
برباد تم تو کرتے ہو لیکر پرائے دل

وہ دل لگائے آپ ایسے نامہربان صنم
بہتر کا ہے پہلے جو کوئی اپنا بنائے دل

چہپ چہپ کر چوری چوری ہی کیسا ہی دیکہنا
کتنے اگر کسی کے نہین ہین چرائے دل

جب واسطہ ہی مجھکو کسی سے نہین رہا
ترچھی نظر سے کیون کوئی میرا ستائے دل

یکتا ہمارے دل کی اوسے ایسی کیا پڑی
صدہا کے چٹکیون مین ہین اوسنے اڑائے دل

غزل عاشق

زلفون مین جا پہنسا ہوئی ثابت خطائے دل
چہوٹے نہ دام سے یہی اب ہی سزائے دل

فرقت مین یار کی ہے یہ ہردم دعائے دل
خالق کرے کسی کا کسی پہ نہ آئے دل

صاحب بتا تو دیجیے وہ جادو ہے کونسا
قابو مین آپ لاتے ہین کیونکر پرائے دل

مجنون بنے اسیر رہے دربدر پہرے
اوسکی سزا یہی ہے جو تمسے لگائے دل

لپٹے وہ رشک گل جو ابھی آکے پیار سے
مارے خوشی کے پہر تو نہ پہولا سمائے دل

بالکل وفا نہ مہر و محبت نہ دلبری
پہر کس امید پر کوئی تم سے لگائے دل

دیکھو سمجھ کے رکہیو قدم کوی یار مین
یہان اور کچھ نظر نہین آتا سوائے دل

عناب لب کی بوسے ہون اور شربت وصال
ہے دردِ ہجر مین تو یہی ہے دوائے دل

اک دن وصال یار نہ عاشق ہوا نصیب
کیونکر نہ صدمۂ شب فرقت اوٹھائے دل

غزل ترقی

گر ایک شب بھی وصل کی لذت اوٹھائے دل — پھر کس امید پہ کوئی تم سے لگائے دل
اک دل تجھے مدام ستانے کو چاہیے — تیرے لیے کہاں سے کوئی روز لائے دل
ترغیب دے ہے کس لیے کعبے کی تو مجھے — زاہد خدا کا گھر نہیں کوئی سوائے دل
اوسکی گلی میں کوئی یہ بیدل ہوا ہے دفن — آواز متصل یہی آتی ہے ہائے دل
بھولا تمہارے عشق میں دنیا و دین کو — جو چاہو اب کرو کہ یہی ہے سزائے دل
آتا نہ اسکے یاں کوئی جز کاروان غم — مہمانسرا سے کم نہیں یارو سرائے دل
کوچے سے اپنے ہمکو اوٹھاتا ہے کسلیے — بیٹھے ہیں ہم جہاں سے اپنا اوٹھائے دل
کہتے ہیں دردمند ترقی کا حال دیکھ — یارب کبھی کسی پہ کسی کا نہ آئے دل

غزل عالم

کب تک تری جدائی کے صدمے اوٹھائے دل — ہر روز کے ستم کی کہاں تاب لائے دل
درد ہو رہا ہے یہ آغاز عشق میں — آخر کو دیکھیے ابھی کیا کیا دکھائے دل
ہنستے ہو میرے حال پہ کیا جائے رحم ہے — اللہ اس طرح نہ کسی کا پھنسائے دل
دیوانہ کوئی کہتا ہے وحشی کوئی ہمیں — سب کچھ سنینگے شکر ہے جو کچھ سنائے دل
لائی ہے بیچ میں یہ ہزاروں کو بے گناہ — پھندے سے زلف یار کے خالق بچائے دل
تا چند سنگدل یہ دل آزاریاں تری — رنجیدہ اسقدر نہیں کرتے پرائے دل
جو کچھ کرو ستم وہ سزاوار ہے تمہیں — قابل اسی کے ہم ہیں یہی ہے سزائے دل
آجائے گر وہ غیرت گل سیر باغ کو — سینے میں اس خوشی سے نہ پھولا سمائے دل
بیوجہ آنکھ آپ نے عالم سے پھیر لی — خون جگر نہ آنکھوں سے کیونکر بہائے دل

غزل فضل

نہیں عشق کا غم جتانے کے قابل — یہ ہے راز دل ہی چھپانے کے قابل

تپ عشق کہتے ہین عالم مین جسکو
یہ شعلہ نہین ہی بجہانیکے قابل

نہین عشق سے باز آتا ہے ہرگز
دل ایسا ہے کچھ زہر اوڑانیکے قابل

دکہاؤ نہ ہر ایک کو حسن اپنا
یہ صورت تو ہی میری دکہانیکے قابل

لگاوین تو کیا ہم لگاوین کسی سے
یہ دل ہی نہین ہی لگانیکے قابل

رکہون سامنے تجہکو آٹہون پہر مین
کہ تو ہے مرقع بنانے کے قابل

بڑا شوخ و چالاک و عیار ہے وہ
نہین وہ کسی کے سکہانیکے قابل

بچاؤ یہان سے برائے خدا تم
یہ دل اب نہین ہی کڑہانیکے قابل

کسی شعلہ رو کا ہنونگا مین عاشق
فضل اب نہین دل جلانیکے قابل

غزل سرشار

نہ راز محبت چہپانے کے قابل
نہ ہی راز کوئی سنانے کے قابل

لیا لب کا بوسہ تو جہنجلا کے بولے
ہٹو تم نہین منہ لگانے کے قابل

نہین ہاتہ آتے ہین دیتے ہین دلکو
یہ کاٹے نہین مار کہانیکے قابل

جو سوتے ہین زیر زمین مدتون سی
یہ نالے ہین اونکے جگانیکے قابل

کہون حال دل اپنا کس سے مین یارو
یہ قصہ نہی اونکے سنانیکے قابل

چبہے تہی مری پاؤن مین خار ایسے
نہین اونکو چہین جانیکے قابل

دیا غیر نے لاکے آئینہ اونکو
رہے اب اپنے ہم نہ دکہانیکے قابل

نہ اوٹہیگا سرشار ساقی کے در سے
یہ سر ہے اسی آستانے کے قابل

غزل تسلیم

یہ دن حسن مین مہندی لگانیکے قابل
مرا ہی جان ہو اب رنگ لانیکے قابل

بلاکر بٹہاتے ہو کیا پاس اپنے
کہ اب ہم نہین ناز اوٹہانیکے قابل

کرے سجدہ کیا خاک یہ سر ہمارا
نہین ہے یہ تیرے آستانیکے قابل

چراغ کلیسا ہین یا شمع کعبہ
بہرحال ہم ہین جلانیکے قابل

یہ طفلی یہ پردہ کوئی وجہ ہوگی
بظاہر نہین منہ چھپانیکے قابل

بناتا خالق کاش ہمیسا نہ رہی
کہ ہوتے ترے منہ لگانیکے قابل

جو عذر حیا تھا تو کیا چھپکے شب کو
نہ تھے خواب مین بھی تم آنیکے قابل

لحد مین ہلاتے ہین کیون شانہ احباب
نہین ابکے سوئے جگانیکے قابل

اگر خاک بھی ہین تو ہین خاک سرمہ
ابھی ہین نظر مین سمانیکے قابل

مقدر کی یہ بات ہے ورنہ تسلیم
ابھی تم نہ تھے دل لگانیکے قابل

غزل حجاب

نہین غیر صحبت مین آنیکے قابل
ہمین سہر ہین جانان بلانیکے قابل

نہ آیا جو وہ بت تو یاد خدا کی
رہا پھر نہ منہ دکھانیکے قابل

یہ ہے تیرے بیمار کا حال ابتر
نہین اب اوٹھائی اٹھانیکے قابل

دلا بے حجابانہ کہہ یار سے تو
نہین پاک الفت چھپانیکے قابل

کدورت نہ کچھ دلمین رکھ انہ مجھسے پیارے
یہ حرف غلط ہے مٹانیکے قابل

اوٹھائین نہ کسطرح رغبت سے عاشق
ترے ناز بھی ہین اوٹھانیکے قابل

بہت خوبصورت ہین لیکن نہین ہے
کوئی جز ترے دل لگانیکے قابل

بلا کر نکالینگے کیا وہ کہ خود ہم
نہ آنیکے قابل نہ جانیکے قابل

حجاب اس زمین مین کہے شعر کیا کیا
غزل ہے یہ گانے بجانیکے قابل

غزل سحر

بھلا آپ سے دل لگانیسے حاصل
بہلے چنکے جی کو کڑہانیسے حاصل

کہین رات کو تم رہی سیج تو یون ہی
بھلا جھوٹی باتین بنانیسے حاصل

کبھی اب نہ لونگا مین بوسہ لبونکا
بگڑتے ہو کیون منہ بنانیسے حاصل

اوتارو کسین تیغ ابروسے سرکو
کہ ہر بار خنجر کو کھانے سے حاصل

لسیے محبت سنگدل جب نہ سُنکے
مرا حال اوسکو سنانیسے حاصل

سے رنج وغم ہجر مین جان کہوئی
ہوا ہمکو یہ دل لگانے سے حاصل

کیا زندگی کو تو برباد تمنے
مرے بعد پہر خاک اوڑانیسے حاصل

خدارا اونہون کو نہ اے سحر چہیڑو
بہلا جان اپنی گنوانے سے حاصل

غزل رند

پہلے تو دے دیا اوسے بے آزمائے دل
اب دل ہی دل مین کہتے ہین افسوس ہائے دل

آنے دے میری جان کسی پہ جو آئے دل
کچھ مشغلہ ضرور ہے آخر برائے دل

آیا کسی طرح سے نہ فرقت مین جب قرار
بیٹھا رہا مین ہاتھوں سے اپنا دبائے دل

پوچھون علاج کس سے محبت کے روگ کا
عیسیٰ کے پاس بھی تو نہین ہے دوائے دل

سوراخ پڑ گئے کہ لہو ہوکے بہہ گیا
جو کچھ ہوا بجا تہا یہی تہی سزائے دل

پروردگار صدمے جو معصوم مین یہ تہی
لوہے کا اک تو دیا ہوتا بجائے دل

اے عندلیب ملکے کرین آہ و زاریان
تو ہائے گل پکار مین چلاؤن ہائے دل

تیرے بغیر کس کی تمنا کرے بشر
تو آرزوے جان ہے تو مدعائے دل

ٹپکا اسے پڑا ہے بری طرح چاہ کا
ایسا نہو کہ جان ہی اپنی گنوائے دل

اشکوں کے ساتھ وہ بھی لہو ہوکے بہہ گیا
اے رند دیکھہ تو یہ ہوئی انتہائے دل

غزل واسطی

تلاش یار مین ہے رہنما دل
لیے پہرتا ہے مجھکو جابجا دل

اگر ہوتا نہ زلفون پہ فدا دل
تو کیون ہوتا بلا مین مبتلا دل

مین اوسکے ہجر مین دیتا ہون [illegible]
کہ جسنے ہنستے ہنستے لے لیا دل

یہ سودا ہم سمجھ کر مفت لیتے
جو بوسے کے عوض وہ مانگتا دل

ہوا کس بیوفا کا آشنا تو ۔ بُرا تیرا ہو اے نا آشنا دل
ہوے بیخود جو دیکھا جلوۂ حسن ۔ نہیں پایا تو اپنا کھو گیا دل
دغا دی مجھکو ملکر اوس پری سے ۔ نہیں دیکھا ہے ایسا بیوفا دل
نہ جائیگی قیامت تک محبت ۔ مبارک ہو تمہیں صاحب مرا دل
نہیں اس دل مین جا داغون کی خالی ۔ الٰہی ہو عنایت دوسرا دل
جفا کر اس قدر مجھ پر نہ اے بت ۔ خدا سے ڈر کہ ہے اللہ عادل
نہ سمجھا واسطے مین سوز غم سے ۔ کہ شعلہ ہے مرے پہلو مین یا دل

غزل ریحان

میری بس مین کبھی اے دلربا اپنا نہ آیا دل ۔ وہ کیسے ہین جو کر لیتے ہین قابو مین پرایا دل
رہی یا جان جانے دلمین جانانہ سمائی ہے ۔ کسی صورت سے پھر سکتا نہیں اب تم پر آیا دل
خدا نے سوز بیتابی مری قسمت مین لکھا ہے ۔ جگر آتش کے پرکالے کا پارے کا بنایا دل
ستانے سے تمہاری ہر طرح تنگ ہم آتے ہین ۔ نہیں معلوم تم نے او ستمگر کس کا دکھایا دل
گلہ کس کا شکایت کسکی شکوہ کیجیے کس کا ۔ دغا ہر ایک نے دی ہے جس جس سے لگایا دل
کبھی آئی نہ تاب ہجر اس سیماب سیرت کو ۔ جدا ہو ہو کے عاشق نے کئی بار آزمایا دل
بلاے عشق سر اپنے سہنے آپ نازل کی ۔ خیال زلف کے دام الفت مین پھنسایا دل
دغا دی محبت کر کے کس آئین مین سمجھے ۔ جدا ہوتے ہو اب پھر تو پہلے کیون ملایا دل
سبجے آنا ہو آئے ہم تو جاتے ہین خدا حافظ ۔ جو دیکھا غیر کو بیٹھے تری گھر سے اوٹھایا دل
سمائی ہے ہوا گلگشت صحرا کی مرے سر مین ۔ بہار آئی جنون پیدا ہوا پھر رنگ لایا دل
کھری باتین سنو پھر کی سہو ترچھی نظر دیکھو ۔ گلہ کس سے اب کرتے ہو ریحان کیون لگایا دل

غزل وزیر

نہ کیا ذبح گیا چھوڑ کے بسمل قاتل ۔ دہن زخم پکارا کہ اسے قاتل قاتل

دستِ نازک کی نزاکت جو سپر نے دیکھی
ایسی سہمی کہ ہتھیلی کا بنی تل قاتل

جان دین کیون نہ مرین عاشقِ جانبازانہ
تیغ خونریز پہ ہی غور شمائل قاتل

جی مین آتا ہے تری تیغ کو رکھہ لون دل مین
ایسی لیلی کے لیئے چاہیئے محمل قاتل

پھیر دے گردن عشاق پہ مقتل مین چھری
رقص بسمل ہی کے قابل ہے یہ محفل قاتل

تو نے زلف عرق آلود دکھائی جو مجھے
مار آبی نظر آئی مجھے سلاسل قاتل

دل مین ہے عشق ترا یاد تری غم تیرا
رہزنون سے ہوئی آباد یہ منزل قاتل

کسی کروٹ کسی پہلو نہین دیتا مجھے چین
دشمنِ جان ہے تری طرح جگر دل قاتل

کھینچے تلوار تو ہو جائے دو چندان جوبن
تیغ خم گشتہ ہلالے سہ کامل قاتل

کب پھڑکتا تھا ترا دست حنائی ایسا
طائر رنگِ حنا ہو گیا بسمل قاتل

بعد مردن بھی وہی شوق شہادت ہے وزیر
دہنِ زخم سے ہم کہتے ہین قاتل قاتل

غزل صبا

ای صنم سب ہین ترے ہاتھ سے نالان آج کل
صورتِ ناقوس ہین گبر و مسلمان آج کل

باغ مین کہتے ہین وہ لالے کا تختہ دیکھکر
گل کھلاتی ہے عجب خاک شہیدان آج کل

حرفِ مطلب اپنے دیوانے کا بھی سن جا ذرا
ہو گئی چھٹی جو ای طفل دبستان آج کل

بیشتر خط سے مزہ تھا حسن کا ای نونہال
ہو گیا داغی ترا سیب زنخدان آج کل

یاد کرتے ہین کسی کے مصحفِ رخسار کو
طاقِ نسیان پر رکھا ہے ہمنے قرآن آج کل

زلفین چھوڑی ہین جو اوس صیاد گلرخسار نے
دام مین پھنستے ہین مرغان گلستان آج کل

ہاے وہ خوش قد پئے گلگشت اب آتا نہین
نخل ماتم ہے ہر اک سرو گلستان آج کل

جو سلیمان ہے گدا ہے اوس پادشاہِ حسن کے
رہتا ہے پریون کے جھرمٹ مین سلیمان آج کل

اینڈتے ہین کج ادائی کرتے ہین عشاق سے
بل کی لیتے ہین بہت گیسوی جانان آج کل

سامنا ہر روز کا ہے اوس بتِ سفاک سے
ای صبا اللہ ہی ہے اپنا نگہبان آج کل

غزل عالم

لب سے جدا نہ کرمے پیمانہ آج کل — ساقی ہوای باغ ہے مستانہ آج کل
یون در سے آکے تو مرے پھر جانہ آج کل — کافر خدا کے واسطے ترسانہ آج کل
سیر چمن کو مجھکو نہ لیجاؤ دوستو — جوش جنون سے بہاتا ہے ویرانہ آج کل
جلتا ہے سوز غم سے ہر اک استخوان مرا — اک شمع رو پہ دل جو ہے پروانہ آج کل
سو سو طرح سے یار جلاتا ہے شکر ہے — سمجھا ہے اپنے رخ کا جو پروانہ آج کل
ناصح نصیحتون سے سنبہلتے ہین دل کہین — وحشت ہے عاشقون کو تو سمجھانہ آج کل
مین نے کہا جو اوس سے کہ ای جان فراق مین — کہاؤنگا زہر بس مجھے تڑپانہ آج کل — قطعہ
ہنسکر دیا جواب کہ کیا خوب دیکھیے — پھر آپنے شروع کیا دہمکانہ آج کل
عالم خمار عشق سے ہے کس کا بتائیے — کرتے ہو تم کلام جو رندانہ آج کل

غزل اکبر

دولت وصال کی جو میسر ہے آج کل — عرش برین سے بڑہکے مرا گھر ہے آج کل
مجھ سے وہ بیقصور مکدر ہے آج کل — کیا خاک لطف زیست میسر ہے آج کل
آوارگی نصیب مین دن بھر ہے اندنون — روتا تمام رات مقدر ہے آج کل
کیا کیجیے عشق کون سے پردہ نشین کا ہے — کس کوچے مین کہون مرا بستر ہے آج کل
اوستاد ہی وحید ہین ہو جسکو گفتگو — طیار اوس سے بحث کو اکبر ہے آج کل

غزل عیش

وہ گل طلب کرے جو کبھی آ چمن مین گل — آئین چمن سے لیکے عنادل دہن مین گل
توڑے جو اپنے ہاتہ سے وہ گل چمن مین گل — پھولے نہ پھر سمائین کبھی پیرہن مین گل
دیکھا ہے تیرے بوٹے سے قد کو جو باغبین — کرتے ہین چاک اپنی قبائین چمن مین گل
آمد سنے جو اوس گل خندان کی باغ مین — گلچین بچھای فرش بچھا دیوے چمن مین گل

جہڑتے نہین ہین پہول یہ مُنہ سے دمِ کلام
گویا بہرے ہوے ہین تمہارے دہن مین گل

ای گل جو تیرے پہول سی رخسار دیکہ لے
بلبل ہزار کہو ہو نہ دیکہے چمن مین گل

اب شاعری ہے قافیہ پیمائیونکی عیش
ثابت نہو بلا سے مگر ہو کہن مین گل

غزل وزیر

کیونکر نہ جہڑین مُنہ سے ترے وقتِ سخن گل
چپ رہنی مین غنچہ ہے تو ہنسنے مین دہن پہول

کیا پڑ گئی تہی آنکہ کسی گل پہ تمہاری
کیون سونگہتے ہین باغ مین آ آکی ہرن پہول

دیکہا ہے جو بلبل نے ترے نقشِ قدم کو
نظرون سی گرے جاتے ہین ای رشکِ چمن گل

بہاتی ہے نئی رُخ کو کہون پہولونکی ڈالی
گل عارض گلگون ہی دہن پہول ذقن پہول

بوٹا سا ہے قدِ یار کا نخلِ چمن حُسن
پتّے ہین اگر برگ تو ہین پہول کرن پہول

ہیسون گل خورشید و گلِ ماہ کو دیکہا
تازہ کوئی دکہلائے ہمین چرخ کہن پہول

گل ریز ہے کیا کلکِ وزیر اب دمِ تحریر
پیدا تو کرے ایسی بہلا شاخِ سمن پہول

غزل شہامت

جو معشوق ہو دل لگانے کے قابل
تو عاشق بہی ہو نا ز اوٹہانے کے قابل

اونہین اپنی محفل مین سے جگہ دی
لبِ فرش سمجے جو نہ آنے کے قابل

چہوڑینگے نہ ہم اونکی زلفِ سیہ کو
نہین یہ بلا سر چڑہانے کے قابل

ادہر بہی کوئی تیر ای صید افگن
مرا مرغِ دل ہے نشانے کے قابل

وہ کہینچے ہوئے تیغ ابرو کہڑے ہین
مقدر ہے آج آزمانے کے قابل

اوٹہا شرم کا رُخ سے تب اونکے پردہ
رہے ہم نہ جب منہ دکہانے کے قابل

پہنچی تیغ ابرو تو دل نے صدا دی
یہ موقع ہے گردن جہکانے کے قابل

امان ہے وہ عیسی مین گہایل ہون جسکا
مرا زخمِ دل ہے دکہانے کے قابل

شہامت کرو اب نہ اُلفت کسی سے
زمانہ نہین دل لگانے کے قابل

غزل فقیر

نہین درد دل کا چھپانے کے قابل
یہ قصہ ہے اونکے سنانیکے قابل

لگاوین تو کیا دل لگاوین کسی سے
رہا یہ نہین دل لگانے کے قابل

مرے درد دل کو خدا جانتا ہے
نہین ہے زبان پر وہ لانیکے قابل

مسیحا بھی دیکھ اوسکے کشتے کو بولا
یہ مردہ نہین ہے جلانیکے قابل

نہ پایا ہمارے سوا کوئی تجھکو
فلک کیا ہمین تھے ستانیکے قابل

ڈرو تم خدا سے ستاؤ نہ اتنا
فقیر اب نہین غم اوٹھانیکے قابل

غزل گویا

جاتے ہین یا اوسکو بلواتے ہین ہم
دل کو یہ کہہ کہہ کے بہلاتے ہین ہم

بال تیرے منہ سے سرکاتے ہین ہم
شام کو اب صبح دکھلاتے ہین ہم

اے بت کافر تو نکلا سنگدل
دل لگاکر سخت پچھتاتے ہین ہم

اے غم دلدار سینے سے نہ جا
ہجر مین دل تجھسے بہلاتے ہین ہم

ایک بھی غمخوار یہ کہتا نہین
رو نہ تو اوسکو لیے آتے ہین ہم

آنکھ مجھسے پھیر کر کہتا ہے وہ
گردش ایام دکھلاتے ہین ہم

ہجر کی شب ہم کو نیند آتی نہین
زلف شبگونکی قسم کھاتے ہین ہم

تو نے نظرون سے گرایا کیا ہمین
سبکی نظرون سے گرے جاتے ہین ہم

بھیجتے ہین خط پہ خط اوسشوخ کو
گھوڑے اب کاغذ کے دوڑاتے ہین ہم

دیکھ آتا ہے جو وہ یار کو
پانون اوسکے چومے جاتے ہین ہم

سرو بالا دوش ہے گویا کو اب
تیرے پانون کی قسم کھاتے ہین ہم

غزل رند

دل کو پھر کاکل مین اولجھاتے ہین ہم
سر پہ پھر روز سیہ لاتے ہین ہم

جب تری فرقتین گھبراتے ہین ہم
سر کو دیوار سے ٹکراتے ہین ہم

یاد آتے ہین وہ عارض پھول سی
باغ مین جا جا کے گل کہاتے ہین ہم

کل کہہ آئے تھے نہ آوینگے کبھی
بے بلائے آج پھر جاتے ہین ہم

جان نہ دی ہوگی کسی نے روبرو
یہ تماشا تجھکو دکھلاتے ہین ہم

دل کسی صورت سمجھتا ہی نہین
تا بمقدور اوسکو سمجھاتے ہین ہم

وصل کی مانی ہین کیا کیا منتین
چلّے درگاہون مین بیٹھتے ہین ہم

یاد آتا ہے وہ مکھڑا چاند سا
چاندنی راتون مین چلّاتے ہین ہم

یان عدم کو لگ رہا ہے چل چلاؤ
اب بھی آنا ہے تو آ جاتے ہین ہم

قطعہ

روبرو جب ملتے ہین وہ تنہا کہین
دوڑ کر اونسے لپٹ جاتے ہین ہم

مسکرا کر کہتے ہین تب ناز سے
بس انہین باتونسے گھبراتے ہین ہم

غزل عالم

اوسکی فرقت کا جو غم کہاتے ہین ہم
شمع سان ہر دم گھلے جاتے ہین ہم

خار ہوتی ہے ہمین سیر چمن
بن ترے گر باغ مین جاتے ہین ہم

آپ اگر آنے سے آزردہ ہوئے
لو خدا حافظ چلے جاتے ہین ہم

ایسی دنیا سے اوٹھی رسم وفا
نام سے اُلفت کے شرماتے ہین ہم

غیر سے ملنے کے بارے مین صنم
تیرے قدمونکی قسم کہاتے ہین ہم

جو کرے وہ ظلم زیبا ہے اوسے
دل لگانے کی سزا پاتے ہین ہم

خوش نہین آتی کوئی صحبت ہمین
دل کو سو سو طرح بہلاتے ہین ہم

طعن سے کہتے ہین کیسا ہے مزاج
اشک جب آنکھون مین بھر لاتے ہین ہم

کرتے ہین لاچار بوسے کا سوال
دل پہ جب قابو نہین پاتے ہین ہم

اپنی نادانی بیان کس سے کرین
دیکھکے جب دل تو پچھتاتے ہین ہم

ہیو فاؤن مین سنو عالم شمار — بات پر اپنی مٹے جاتے ہین ہم

غزل جمیل

سر پہ اک تازہ جو بلا لاتے ہین ہم — دل کو پھر زلفون مین اولجھاتے ہین ہم

یاد ہے جیسے تری رفتار کی — مثل نقشِ پا مٹے جاتے ہین ہم

غم جو مونس ہے تو تنہائی رفیق — دل نہین دونون سے بہلاتے ہین ہم

گرمیِ سوزِ فراق یار سے — شعلے کی صورت بھبکے جاتے ہین ہم

اب بہلتا دل نظر آتا نہین — سوی صحرا ای جنون جاتے ہین ہم

قطعہ

وہ زمانہ بہی تہا کیسے لطف کا — یاد کرکے جسکو پچہتاتے ہین ہم

اب چمن مین صورت بادِ خزان — خاک اوڑاتے ہین جہان جاتے ہین ہم

یاد وصل یار سے ملتا ہے کچھ — ہان فقط اک آہ کر رہ جاتے ہین ہم

اب تو جس صحرا مین تو ہوتی ہے سائے — وحشت دل تجہسے گہبراتے ہین ہم

کیا ہوی پھر عاشقِ زلف ای جمیل — کچھ پریشان آپ کو پاتے ہین ہم

غزل وحید

دیکہتے ہین جلوہ حسنِ بتان آنکھون سے ہم — لوٹتے ہین خوب لطفِ دو جہان آنکھون سے ہم

کچھ کسی کو راہ دکھلانے کی بہی حاجت نہین — حسن جس گھر مین ہو جاتے ہین وہان آنکھون سے ہم

چاند سی صورت دکہانے کا اگر وعدہ کرو — آتے ہین سو مرتبہ ای مہربان آنکھون سے ہم

بڑھ گئی ہے انکی بیماری سے بیماریِ دل — اب بہت ہو تے جاتے ہین ناتوان آنکھون سے ہم

سامنے اونکے سر پوچہا اشکباری کا سبب — کیا بتائین گر گئے ہین ناگہان آنکھون سے ہم

ای وحید آتا نہین کب اونکے جانیکا خیال — کس گھڑی کرتے نہین آنسو روان آنکھون سے ہم

غزل شمیم

عہد یہ کر چکے ہین اوس بت مغرور سے ہم — [illegible]

جانتے گر یہ ستم عشق مین ہوتے نگے ہمپر — دل لگاتے نہ کبہی اوس بت مغرور سے ہم

کام کیا تہا ہمین جو اتنی خوشامد کرتے — عشق کرتے ہی ترا ہو گئے مجبور سے ہم

ای فلک پاس ہی اوسکے بٹہا دا کرات — چاند کی طرح جسے دیکہتے ہین دور سے ہم

عشق انسان ہین اوٹہائے ہین قلاوہ جسکے — ربط پریون سے کرینگے نہ کبہی حور سے ہم

آئنی آئینہ دل مین کدورت ای شرم — صاف ہونگے نہ کبہی اوس بت مغرور سے ہم

غزل نظیر

دور سے آتے تہے ساقی سنکے میخانے کو ہم — بس ترستے ہی چلے افسوس پیمانے کو ہم

باغبان جانے دی ہمکو پہر نہین آنیکے ہم — طوق قمری کی طرح اپنا دیا پانے کو ہم

کیون نہین لیتا ہماری تو خبر او بے خبر — کیا ترے عاشق ہوئے تہے درد و غم کہانیکو ہم

می بہی ہے مینا بہی ہے ساغر بہی ہے ساقی نہین — جی مین آتا ہے لگا دین آگ میخانے کو ہم

شہر مین لگتا نہین صحرا مین گہبراتا ہے جی — اب کہان لیجا کے بٹہین ایسے دیوانیکو ہم

طاق ابرو مین صنم کے کیا خدائی رہ گئی — ابتو پوجینگے اسی کافر کے بتخانیکو ہم

کیا ہوئی تقصیر ہمسے تو بتادے ای نظیر — تاکہ شادی مرگ سمجہین ایسے مرجانیکو ہم

غزل سرور

توڑکر خم اور پٹک کر آج پیمانے کو ہم — سوی مسجد جاتے ہین شیخ ابد کے بہکانیکو ہم

شمع رو محفل مین کب دین بار پروانیکو ہم — ایک پتنگے سے ہی کیا کچھ کم ہین جلجانیکو ہم

خواب سا کرتے ہین ہم ایام عشرت کو قیاس — دہیان مین لاتے ہین جسدم گذری افسانیکو ہم

کل تلک تہا جس مکان پر شمعرویونکا ہجوم — چہانتے ہین اب وہان پر خاک پروانیکو ہم

اشک گلگون کی نشان جز کچھ پتہ ملتا نہین — جب خزان مین ڈہونڈہتے ہین اپنے کاشانیکو ہم

جرم کچھ صیاد کا اپنی اسیری مین نہین — روتے ہین کنج قفس مین آب و دانیکو ہم

رشک زلف یار سب عقدے ہین میرے ای سرور — اور الجہہ اوٹہتے ہین بیٹہین جبکہ سلجہانیکو ہم

غزل ہوس

یہی کہتی تہی لیلی پردہ نشین نہین کہانی ادب سے خدا کی قسم
غم قیس سوا مجہے کچہ نہین غم اوسی کشتۂ ناز دادا کی قسم

روکا پایا جو لیلی نے مجنون کا جی کہا کیون ہے خفا مری سمجہی
نہین مین نے کسی سے تو بات یہی کی مجہے اپنے ہی شرم و حیا کی قسم

مری گریہ سے جاوے ہی صبر و سکون مرا اشکو لئے ٹپکے ہے قطرۂ خون
نہ کہا ئیو تم ہی نار زبون مرے سرو کے قند ق پا کی قسم

شب ہجر مین اشکون کا خون بہا اوسے دیکہہ کر رنگ شفق کا اوڑا
نہین اسمین مبالغہ ایک ذرا مجہے تیرے ہی رنگ حنا کی قسم

ترے کشتۂ غم کا ہے حال تبہ یہی کہیو جو جانا ہو تیرا اودہر
تجہے قاصد موج نسیم سحر مرے ہجر کی شب کے بکا کی قسم

کبہی کہتا تہا قیس غزالون سے جا کہو ناقہ ادہر سے کدہر کو گیا
کبہی کہتا تہا تو ہی بتا دے صبا تجہے لیلی کے زلف دوتا کی قسم

کبہو ساغر وصل نہ مین نے پیا کبہو زخم جگر کو نہ مین نے سیا
غم و رنج و تعب کو عزیز کیا مجہے عشق کے جور و جفا کی قسم

نہ تو پائی ہوس کبہی پہلو لگی لو نہ تو بیٹہا ہون مین کبہی بر لب جو
نہ تو بجلی دل کی گئی ہے کبہو مجہے یار کی بو ہی وفا کی قسم

غزل عاشق

جفا کی تمکو اگر ابتدا نہین معلوم	وفا کی ہمکو ہے پر انتہا نہین معلوم
ضرور اپنی محبت کی داد لیتا مین	پہ کیا کرون تجہے رسم وفا نہین معلوم
سوال کرتا ہے اکثر جواب لب کا	مزاج یار تجہے کیا ذرا نہین معلوم

تمہارے کوئی حسین دل مرا لیا کسنے	ابھی تو پہلو مین تھا کیا ہوا نہین معلوم
کرو گے وصل کا اقرار کون ہی شکو	یہ حال کچھ مجھے ابھی سے لقا نہین معلوم
کیا ادھر سے آلہی یہ کون خوش رفتار	زمین پہ کسکے ہین یہ نقش پا نہین معلوم
آج دل مین جو اوٹھتا ہی درد ای عاشق	ہے کسکے پہلو مین وہ دلربا نہین معلوم

غزل سعید

کبھی جو طالع کی خوبیون سے مقام خلوت کا پا سینگے ہم
شمولا سے کے یکشت بغل مین اونکو نصیب اپنا جگا سینگے ہم

بیان قاتل سے ہے داغ دیگر شباب جسکا مٹا ئینگے ہم
گلاب تربت پر اوسکی بو ئینگے نخل ماتم لگا ئینگے ہم

میان عشاق امتحان مین جو ہر دکھا ئینگے ہم
کھنچیگی جسدم وہ تیغ قاتل سر اپنا پہلے جھکا ئینگے ہم

اگر محبت کا امتحان ہے تو پھیر قاتل گلے پہ خنجر
مثال بسمل تڑپ تڑپ کر نہ دست و پا کو ہلا ئینگے ہم

ہمارا تو حال نزع کا ہے جو آپ آتے تو آمین کیا تھا
یہ عہد صاحب نے کب کیا تھا کہ پھر نہ صورت دکھا ئینگے ہم

ہزارون رنج و الم ہین دیتے کسی کا دل کیون نہ مفت لیتے
بشر کو لازم ہے یہ تو سمجھے خدا کو کیا منہہ دکھا ئینگے ہم

جفا کا سو جد ہوا ہے قاتل عجیب سے ہے وقت سخت مشکل
ستم کے سہنے کو اک نیا دل کہان سے ہر روز لا ئینگے ہم

نہ صحن گلشن نہ بزم جانان نہ کوئی فردوس ساغر بخوان
نہ دے تو ساقی بغیر سامان نہ جام منہہ سے لگا ئینگے ہم

دل سعید اب یہ کہہ رہا ہے کہ جس پہ سارا جہان فدا ہے
مرا ارادہ ابھی ہوا ہے اوسی کے کوچے مین جائینگے ہم

غزل شہزادی

جب کبھی تنہا اوسے پاتے ہین ہم — دیر تک سینے سے لپٹاتے ہین ہم
محفل ساقی مین جب جاتے ہین ہم — خون دل پی پی کے رہ جاتے ہین ہم
صاف دھو جاتا ہے سب دل کا غبار — آنسوؤن کا مینہ جو برساتے ہین ہم
آ در دولت تک اے خانہ نشین — سر تری چوکھٹ سے ٹکراتے ہین ہم
تجھ کو دل دینا نہ تھا اے بیوفا — جی مین یہ رہ رہ کے پچھتاتے ہین ہم
زیست سے برگشتہ ہو جاتا ہے دل — تیری چتون جب پھری پاتے ہین ہم
دل کو ہے اوس رشک لیلی کا خیال — دشت مین مجنون کو شرماتے ہین ہم
یون دکھا کر زلف کو کہتا ہے یار — پیچ مین دل آپکا لاتے ہین ہم
ہوگئی شہزادی از خود رفتگی — آپ مین پھر ون نہین آتے ہین ہم

غزل قیصر

صبا نہ جائینگے اس سال لالہ زار مین ہم — کہ اپنے داغون سے گلشن ہوئے بہار مین ہم
صبا کیطرح پتنگون کی شکل لو کی روش — ہر ایک رنگ سے جاتے ہین بزم یار مین ہم
جو یاد مانگ کی آئی تصور رخ مین — طلب کی راہ سے سیدھے گئے تتار مین ہم
ستم کی خو ہے اونہین ہم وفا پہ مرتے ہین — نہ اختیار مین وہ ہین نہ اختیار مین ہم
بپا ہو شور قیامت جگا دیا تو نے — پڑے تھے چین سے کیا گوشۂ مزار مین ہم
فنا کے بعد عزیز و قریب دور ہوئے — ہزار حیف کہ تنہا ہے مزار مین ہم
شباب ہی مین اجل آگئی ہزار افسوس — چلے ہین باغ جہان سے عجب بہار مین ہم
نہ کا بار تھا ایسا پس فنا قیصر — دو فور شرم سے گڑ گڑ گئے مزار مین ہم

غزل شہیدی

اس قدر ظالم نہین ہین قابل آزار ہم
اب ترے دشمن سہی آخر کبھی تھے یار ہم

اس لیئے پردہ نشین کے ہین پس دیوار ہم
چوڑیون کی اوسکی سنتے ہین کبھی جھنکار ہم

دیکھتے ہین عشق مین اب زندگی دشوار ہم
جانتے ایسا تو کیون کرتے کسی کو پیار ہم

بدگمانی ڈالتی ہے دل مین اک ناسور سا
دیکھتے ہین بند جب وہ روزن دیوار ہم

آدمی کے حال کا آئینہ ہوتی ہے جبین
دیکھتے ہین صاف رنجش کے سے کچھ آثار ہم

پہلوون مین آتا ہے سینے سے لپٹ جا ایکدم
آج تو ای رشک گل دلکے نکالین خار ہم

اوسکے بستر پر اوٹھے پھولونکو تنہائی کی رات
رکھکے چھاتی پر تلے کرتے ہین کیا کیا پیار ہم

رو رہے ہین یہ جو منہ ڈھانکے سرہانے لاش کے
زندگی مین تھے انہین کے طالب دیدار ہم

آکے میری گھر مین اونکو شام سے نیند آگئی
ای شہیدی رکھتے ہین کیا طالع بیدار ہم

غزل امیر

شوخی ہے قیامت تری مستانہ ادا مین
فتنون نے قدم چوم لیئے لغزش پا مین

پھوڑا ہے شگوفہ یہ بنا ناز وادا مین
اک شاخ تغافل کی لگا دی ہے جفا مین

شرمائی ہوئی چتیون پہ اوسکی نہ جانا
شوخی بھی چھپی بیٹھی ہے پہلوی حیا مین

کہتی ہے شب وصل مین چتونکی شرارت
آج آگ لگادونگی مین دامان حیا مین

جو ہر جو تغافل کے ازل مین ہوئی تقسیم
کچھ میری قضا مین تھے کچھ تیری ادا مین

دل ایک خریدار ہین دو خیر ہو یا رب
چل جائے کہین آج نہ شوخی و حیا مین

کہتا ہے جوانی مین یہ اوس شوخ کا جوبن
سینے سے نہ رہا جائیگا اب تنگ قبا مین

مشکل ہے مسیحا کو بھی اب جان بچانا
نکلے ہے قضا چھپکے حسینونکی ادا مین

عکس آئینے مین اونسے یہ کہتا ہے کہ ای شوخ
پورا ترا شاگرد ہون مین ناز وادا مین

شرمانے ہین جب وصل مین وہ مجھسے تو شوخی
لے لیتی ہے جھکی وہین پہلوی حیا مین

ایک بوسہ کے بھی دینے مین ہوا اتنی حجت — مین بھی دل دینے مین تامل کرون یا نہ کرون
یار آرام مین ہے وصل کی شب جاتی ہے — دل مین حیران ہون کہ بیدار کرون یا نہ کرون
وہ جھروکے سے جو جھانکے تو مین اتنا پوچھون — بستر اپنا پس دیوار کرون یا نہ کرون
عاشق تازہ اونھون نے تو نکالا اپنا — مین بھی پیدا کوئی دلدار کرون یا نہ کرون
اوسکی صورت کو تو ہی دیکھکے اے مونس — ایسے یوسف کو بھلا پیار کرون یا نہ کرون

غزل حیرت

زلف کو پھر لیے سرکاؤ بھی ای یار کہین — دل سیہ او ٹھہ جائے مری خوف شب تار کہین
اونکی بیٹھ سب مری ہو پہلو پہ نظر پڑتی ہے — دل نہ ہو جائے مصیبت مین گرفتار کہین
اب جو آئے ہو تو ای رشک مسیحا بیٹھو — پھر نہ بڑھ جائے مری عشق کا آزار کہین
دیکھ لیتے ہین جنہین چشم تصور ہی سے وہ — ہو گئے بھی ہین بھلا طالب دیدار کہین
چشم جادو سے اولجھنا نہین اچھا حیرت — زندگی آپ کو ہو جائے نہ دشوار کہین

غزل وحید

بلبل شیدا کو دکھلاؤ تماشا پالکون مین — تم زر گل کا پہن لو آج توڑا پالکون مین
شوق مین کیسے اوڑے جاتے ہین کوچہ یار کو — ہو گئے شاید پر پرواز پیدا پالکون مین
کوچہ گردی پھر کہان صحرا نوردی پھر کہان — ای جنون سب ہے یہ پھیر دم کا جلوہ پالکون مین
دوڑ کر اتنا بھی بیدردی سی ای لوٹنے چل — دیکھ تو لیٹی نہ ہو جان زلیخا پالکون مین
کیا ملا بجز تار دامن اور کانٹون کے سوا — لیچلے صحرا سے ہم کیا ہاتھہ مین کیا پالکون مین
ایک کر دے جستجو مین دونون عالم کو وحید — طاقت رفتار اتنی دے خدایا پالکون مین

غزل سعید

قیامت کر رہے ہین خواب مین جلوہ دکھاتے ہین — ٹہرے ہشیار ہین غفلت مین میرے پاس آتے ہین
مین وہ صید گرفتار بلا ای دام گیسو ہون — کہ جسکے دل کی بھلانیکو خود صیاد آتے ہین

جگہ تم اپنے دل میں ہم عزیزوں کی نہیں رکھتے
ہمیں دیکھو تمہاری راہ میں آنکھیں بچھاتے ہیں

جو کہتا ہوں نہیں خوبی وفا دل میں جو ہو تو کیسے
تو مجھ سے روٹھ جاتے ہیں بگڑ کر منہ بناتے ہیں

سفر در راہ پر آیا سعید زار ہو گیا اپنا
ابھی تو ٹھنڈی ٹھنڈی کربلا کی سمت جاتے ہیں

غزل حسرت

کبھی منہ سے چھڑاتے ہیں کبھی تیغ لگاتے ہیں
ہماری پاس آتے ہیں تو کیا کیا رنگ لاتے ہیں

بہت بیتاب ہوتے ہیں ہمیں جب تم نہیں ملتے
تمہاری داغ الفت کو کلیجے سے لگاتے ہیں

زمانے کی دو رنگی کا اثر ہے اور کیا سمجھیں
انہیں ہم یاد کرتے ہیں وہ ہم کو بھول جاتے ہیں

وہ مہر سہرا لگاتے ہیں کوئی اندھیر ہووے گا
کیا تسخیر دل جس نے وہی جادو جگاتے ہیں

خبر اسکی نہیں سر پر خدا انکے دن بھی آتے ہیں
چمن میں گریۂ شبنم پہ غنچے مسکراتے ہیں

سوے گور عزیزاں جب کبھی بھولے سے جاتے ہیں
بجائے چادر گل قبر پہ تیوری چڑھاتے ہیں

جو فرماتے ہیں کیوں روتے ہو حسرت تب میں کہتا ہوں
تمہاری آتش فرقت کو اشکوں سے بجھاتے ہیں

غزل اکبر

جفائیں جھیل کر تاثیر الفت ہم دکھاتے ہیں
حنا کی طرح سے پس پس کے ہیں تب رنگ لاتے ہیں

شباب و شرم دونوں کا اثر دلکش جو پاتے ہیں
سوال وصل پر انگڑائی لیکر مسکراتے ہیں

لگا ہو نکی طرح وہ شوخ پھرتا ہے جو محفل میں
کف پا کے تلے مجھ جمال آنکھیں بچھاتے ہیں

مزا انکی طبیعت میں ہر غصہ آ نہیں سکتا
سوال وصل پر تیوری چڑھا کر مسکراتے ہیں

یہاں اک قہر ہے عاشق لٹے ہی مرتے ہیں آپس میں
انہیں ہے دل لگی فقرونکی تاثیر آزماتے ہیں

ہنسا کرتے تھے ہم دن رات آگے بزم عشرت میں
کبھی اب اپنی تنہائی پہ شاید مسکراتے ہیں

فدا سو جان سے ہوتا ہوں میں تو انکی ہمت پہ
جلی جاتی ہیں لیکن شمع سے لپٹی ہی جاتے ہیں

کھلایا غم پلایا خون دل مہمان نوازی کی
ترے احسان مندا سے چلے ہم دنیا سے جاتے ہیں

سحر کو در پہ جاتا ہوں تو فرماتے ہیں اندر سے
ابھی سو کر اٹھے ہیں ہاتھ منہ دھو تو آتے ہیں

غزل وزیر

ترچھی نظروں سے نہ دیکھو عاشقِ دلگیر کو
کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو

ہوں میں دیوانہ مری تصویر بھی تنکوں کی ہو
کہربا کے رنگ سے کھینچو مری تصویر کو

تو نہ بوسہ دے سکا لیکن ترے دیوانہ نے
سر دیا شمشیر کو اور دست و پا زنجیر کو

دامن اوس گل کا جو اسکا پھر کر دیکھا ناز سے
دے اب اے بلبل دعائیں خارِ دامنگیر کو

کو بستی ہے سنہری چمن میں دیکھنا رفتا یا
پھول منہ کو چھوڑ تو ہیں سننا ذرا تقریر کو

اے پری تو نے ہمیں وحشی کیا اچھا کیا
اب کوئی ہم چھوڑتے ہیں زلف کی زنجیر کو

دامنِ جاناں جو چھوٹا دامنِ صحرا لیا
دیکھ اے وحشت ہماری خاک دامنگیر کو

گر مرقع میں مرے خورشید رو کی ہو شبیہ
روز روشن دم میں وہ کر دے شب تصویر کو

ہاتھ اوس انگیا کی چڑیا تک پہنچ سکتا نہیں
دام میں لاؤں دکھا کر دانۂ زنجیر کو

خط سنبل میں لکھینگے زلف جاناں کی صفت
سنبل تر کی سیاہی چاہیے تحریر کو

شکلِ ابرو منہ پہ کھائیں یار کی تیغ اے وزیر
صورتِ مژگاں جگہ آنکھوں نہ دیں ہم تیر کو

غزل داغ

جو دل قابو میں ہو تو کوئی رسوائے جہاں کیوں ہو
خلش کیوں ہو تپش کیوں ہو قلق کیوں ہو فغاں کیوں ہو

مصیبت لکھ دیا ظالم نے میری لوح تربت پہ
جو ہو فرقت کی بیتابی تو لوح اب گراں کیوں ہو

ہمیشہ آدمی کا آدمی غمخوار ہوتا ہے
یہی بے اعتباری ہو تو کوئی رازداں کیوں ہو

غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہو گئی برپا
یہ پوچھا تھا کہ ہم آزردہ تجھسے میری جاں کیوں ہو

اونہیں گو رنجش بیجا ہے لیکن ہے تو سمجھے ہی
محبت گر نہو باہم شکایت درمیاں کیوں ہو

گئے ٹھکرا کے مجھ کو اور پھر کہتے گئے یہ بھی
نصیب دشمناں تو پائمالِ آسماں کیوں ہو

نئی تاکید ہے ضبط محبت کی وہ کہتے ہیں
جگر ہو تو فغاں کیوں ہو دہن ہو تو زباں کیوں ہو

خدا شاہد خدا شاہد ہے کیوں کہتی ہو عدو میرا
خدا کو کیا غرض میرے تمہارے درمیاں کیوں ہو

نوید جانفزا ہے کیا خبر قاتل کے آنیکی / بتا وہ تو سہی تم داغ ایسے شادمان کیون ہو

غزل

اندنون جوش جنون ہے ترے دیوانے کو / لوگ ہر سو سے چلے آتے ہین سمجھانیکو

کیون منع کرتا ہے تو یار کے گھر جانیکو / ناصحا آگ لگے اس ترے سمجھانے کو

خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانیکو / یہہ غذا ملتی ہے جانان ترے دیوانیکو

داستان کس سے کہون اپنی ای افسوس کہ وہ / بھول کے بھی نہین سنتے مرے افسانیکو

اسقدر ظلم کیا مر گیا شیدا تیرا / لاش عاشق کی لیے جاتے ہین دفنانیکو

غزل تراب

اوڑکے آیا ہے لگن مین تری جلجانے کو / شوق سے پھونک ڈالی شمع تو پروانے کو

شہر مین اپنے یہ لیلی نے منادی کردی / کوئی پتھر سے نہ مارے مرے دیوانیکو

مین سمجھتا ہون اشارات و کنایات تری / راز معشوق سے کیا علم ہے بیگانیکو

ساقیا مجھ سے نکرنا کبھی پیمان شکنی / توڑ ڈالونگا ترے شیشہ و پیمانیکو

اپنے گھر آہ رقیبون کو بلایا اوسنے / جسنے کل آپ کہا تھا مرے گھر آنیکو

قصۂ لیلی و مجنون سے وہ کیا واقف ہو / جانتا ہے جو کہانی مرے افسانیکو

ساقیا بھر کے نظر دیکھ دے اکبار ادہر / می کی حاجت نہ رہے پھر ترے مستانیکو

تیرے رشک سے مین جاتا نہین ناصح اودہر / کیا تو شیطان سے کم ہے مرے بہکانیکو

مر گیا دیکھتے ہی یار کے دانتونکی چمک / قصد کرتا تھا جو ہیرے کی کنی کھانیکو

قلب کہتا ہے وہ صراف بچہ دلکو مرے / اوسکی دوکان پہ جو لیجاتا ہون پرکھانیکو

کیون نہ اب بازی کرے طفل پہ ہم سے تراب / خانہ یار سمجھتا ہے وہ بتخانے کو

غزل خلیل

پھول اوس رشک گلستان نے جو مارا مجھکو / گل کے کھانیکا کیا ہے یہہ اشارا مجھکو

نازسے منہ کو جو زلفوں میں چھپا لیتے ہو
کس سے سیکھا ہے یہ انداز تمہارا مجھکو

بس نہیں دل پہ خفا یار ہے دشمن ہے جہان
ایسے جینے سے تو مرنا ہے گوارا مجھکو

آگیا یاد ترے کان کا موتی اے ماہ
نظر آیا جو کبھی صبح کا تارا مجھکو

سرو قد سیب ذقن غنچہ دہن گل عارض
تیرا نظارہ ہے گلشن کا نظارہ مجھکو

چشم بیمار کی الفت نے تو بیمار کیا
پیچ میں لا کے تری زلف نے مارا مجھکو

دل کا لینا ہے اگر مد نظر حاضر ہے
جان جان تجھسے سوا دل نہیں پیارا مجھکو

یہی رہتا ہے زبان پہ تری دن رات خلیل
بے اجل حسرت دیدار نے مارا مجھکو

غزل نجم

نہیں ہر حصہ چلے جانا بس اتنی دیر دم لیلو
نکل جاوے جو دم تن سے تو رو رو کے قسم لیلو

چلے جانا چلے جانا نہ روکینگے نہ روکینگے
گھڑی بھر تو ذرا ٹھہرو ابھی آئے ہو دم لیلو

تمہارے بعد جانیکے بہت جوش الم ہوگا
گھڑی بھر ہی تمہیں آنسو تو آنکھوں کی قسم لیلو

تمہارے ساتھیوں میں جن کو چھوڑو قافلہ والو
قدم آگے بڑھا دو نہ رہے جاتے ہیں ہم لیلو

نہ چھوڑینگے زنخدان کی محبت اے پری رویو
جو ہم اس چاہ سے نکلیں تو یوسف کی قسم لیلو

دیا مژدہ مجھے دل نے کہ او شوخو ہوش میں آؤ
پیام وصل لایا ہے تو قاصد کے قدم لیلو

میں دل کو بیچتا ہوں اے حسینو ایک بوسے پر
اگر منظور ہو لینا بہت قیمت ہے کم لیلو

ابھی تو قبر تک اپنی ہیں ساتھوں ہاتھ جا پہنچو
جنازہ دوش پہ یارو مرا دو دو قدم لیلو

جو دل اے نجم دیتے ہو تو لو عہد وفا انکو
پریزادوں سے پہلے تم سلیمان کی قسم لیلو

غزل ظفر

دل و جان دین و ایمان ہی جو لینا ہے صنم لیلو
کرونگا عذر دینے میں نہیں تجھسے قسم لیلو

ہمارا منہ کہاں لیں بوسہ اسکا بیر ضامن ہو
کہیں جبتک وہ منہ سے کہ ہاں راضی ہیں ہم لیلو

تم آئے عین گرمی میں نکل کر دل سے آہ اشکو
کوئی دم مختل مژگاں کے ذرا سائے میں دم لیلو

یہی ہے حضرت دل عشق کے بازار میں سودا ۔ اگر لینا ہو اپنے واسطے تم مول غم لیلو

بھرے ہے کون کون الفت کا دم معلوم ہو جائے ۔ یہاں لاتے ہو تم بیان جسوقت شمشیر ستم لیلو

ارادہ عشق کرنے کی ساتھ ہی میں فوج اشکوں کی ۔ اگر چلتے ہو تم بھی نالہ ہای دل علم لیلو

کہا ہے دشت وحشت میں مجنون نے قدم اپنا ۔ کہو کانٹو نسے گر منظور لینا ہو قدم لیلو

تمہیں ہے عاشق بیدل سے لینا دل کا کیا مشکل ۔ کہ تم دمباز ہو جسوقت چاہو دیکھ دم لیلو

نہیں کچھ اعتبار اونکا وہ ہیں انکا نگر جائی ۔ لو شتے اونکی بالون کے ظفر تم یکقلم لیلو

غزل شور

کبھی ہمکو تمسے بھی عشق تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو ۔ کبھی شور اسکا تھا جا بجا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

سنو ذکر ہے یہ وصال کا کیا تمنے وعدہ وصال کا ۔ سو وہ آج تک نہوا وفا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو مہر و لطف تھا دمبدم مرے حال پہ تمہیں اے صنم ۔ مجھے یاد سب ہے ذرا ذرا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کوئی بات جو کسی راز کی ہمیں تمسے پوچھی وہ چھپ گئی ۔ اوسی جان لو جسکے بھولنا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ بھی وقت کیا تھا کہ او صنم ہمیں ہجر کا تھا نہ کچھ الم ۔ رہا وصل میں جو عجب مزہ تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی سوتے مجھکو جو پا لیا گلے پیار کر کے لگا لیا ۔ وہ نگاہ مہر سے دیکھنا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کیا چرچا وصل کی رات کا تو چھپا کے منہ کو دہن سے کیا ۔ کرے یاد اوسکو مری بلا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی کر کے شکوہ بگڑ گئی کبھی ہنسی ہنسی میں وہ لڑ گئی ۔ نئے ناز اور وہ نئی ادا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جو خطا بھی ہو گئی مجھسے ہو پڑی تو وفا جتانیکو اسکو گر ۔ مجھے عفو کر دیا برملا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جسے آپ کہتے تھے با صفا جسے آپ جانتے تھے باوفا ۔ یہ وہی ہے شور بدل قضا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

غزل مومن

وہ جو ہمسے تمسے قرار تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو ۔ وہی وعدہ یعنی نباہ کا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو لطف مجھپہ تھے بیشتر وہ کرم کہ تھا مرے حال پر ۔ مجھے یاد سب ہے ذرا ذرا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ نئے گلے وہ شکایتیں وہ مزے مزے کی حکایتیں ۔ وہ ہر ایک بات پہ روٹھنا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی سب مین بیٹھے جو روبرو تو اشارتون ہی مین گفتگو
وہ بیان شوق کا برملا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ہوئے اتفاق سے گر بہم تو وفا جتانیکو دمبدم
گلۂ ملامتِ اقربا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کوئی بات ایسی اگر ہوئی کہ تمہارے جی کو بری لگے
تو بیانسے پہلے ہی بھولنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم مین تم مین بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

سنو ذکر ہے کئی سال کا کیا آپنے ایک وعدہ تھا
سو نباہنے کا تو ذکر کیا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کہا مینے بات وہ کوٹھے کی مرے دل سے صاف اتر گئی
تو کہا کہ جانے مری بلا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
وہ نہین نہین کی ہر آن ادا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جسے آپ گنتے تھے آشنا جسے آپ کہتے تھے باوفا
مین وہی ہون مومن مبتلا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

غزل قیصر

قامت موزون جو اوسکا یاد آیا رات کو
فتنۂ محشر نے کیا کیا سر اوٹھایا رات کو

کسنے جلوہ حسن کا اپنے دکھایا رات کو
گھر سے باہر چاندنی مین کون آیا رات کو

لب سے لب اور سینہ سے سینہ ملایا رات کو
زندگی کا اوسنے کیا کیا حظ اوٹھایا رات کو

خود بخود وہ آئے میرے پاس گھبرائے ہوئے
جذبۂ دل نے اثر اپنا دکھایا رات کو

سرمہ آنکھون مین لگا کر کی قیامت یار نے
ساحریِ چشم نے جادو جگایا رات کو

جس کمان ابرو کو صیادی پہ اپنی ناز تھا
وہ شکار افگن مرے پھندے مین آیا رات کو

گفتگو اوسنے سرِ محفل اشارون مین ہی کی
غیر کی آنکھون مین ہنسنے گھر بنایا رات کو

چاہِ غبغب کو مین سمجھا چشمۂ آب بقا
سبزۂ خط نے ترے کیا کیا لبھایا رات کو

گو ہین بندہ ہی ترکو لیسے معتقد قیصر تمہین
کس پری رو کے تصور نے جگایا رات کو

غزل انور

مرے ساقی کہ دم تک تھا فقط آباد میخانہ
بھرا آتا ہے دل خالی جو پاتا ہون مین پیمانہ

شبِ وصلت برنگِ خواب تھا سامان شاہانہ
سحر ہوتے ہی وہ ساقی تھا نہ شیشہ تھا نہ پیمانہ

مری پالوؤن مین موج بوی گلکی بیڑیان ہو وین
بہار آمدِ گل مین ہوا ہون اب کی دیوانہ

دم رفتار دل ہر گام مین لپٹے ہین عاشق کے
قیامت قد ہے بوٹا سا غضب ہے چال مستانہ

نہ غنچہ ہے نہ بلبل ہی نہ گل ہی اور نہ گلچین ہے
نہ دشمن کا بھی یون پھولا پھلا یہ باغ ویرانہ

تمہاری کاکل پیچان کا ہمکو جیسے سودا ہے
کوئی کہتا ہی وحشی اور کوئی کہتا ہے دیوانہ

ہوا ہی آج کل ای لوریا انکو شوق زینت کا
کبھی دانتون مین مسی ہی کبھی آنکھون مین ہی سرمہ

غزل مونس

بہار آئی ہے بھر دے بادۂ گلگون سے پیمانہ
رہے لاکھون برس ساقی ترا آباد میخانہ

نہ ہے کیونکر ہمارے اوس پری پیکر کو یارانہ
وہ شیشہ پیدا اہین سبحہ دان وہ سنگین دل [illegible]

ملے آنا مجھے کیونکر تری محفل مین جانانہ
مری صورت فقیرانہ ترا اور بادشاہانہ

اوسی رشک پری پر جان دیتا ہون مین دیوانہ
ادا جسکی ہر اک تیغ جبین جنون چال مستانہ

ہماری اور تمہارے عشق کا چرچا ہی شہر مین
کوئی سنتا نہین ہے لیلی و مجنونکا افسانہ

گذر یارب گلستان مین ہوا ہی کس شرابی کا
کہ شاخین جھومتی ہین نعرۂ بلبل ہے مستانہ

بتا اے شمع بزم حسن کیسی ہے یہ بیتابی
تجھے دیوانہ ہوا وہ جان دی جل جل کے پروانہ

غزال دشت بولے دیکھکر مجنونکی میت کو
وہ وحشی مر گیا بس ہو چکا آباد ویرانہ

کہون کیا تجھ سے کیفیت مین انکے دین و ایمانکی
فقیر مست ہون مونس مرا مذہب ہے رندانہ

غزل عارف

ہاتھ آئین وہ پیارے پیارے ہاتھ
اسی حسرت مین ہین ہمارے ہاتھ

دسترس پائین گر ہمارے ہاتھ
پھر نہ چھوڑین کبھی تمہارے ہاتھ

چھوئین زلفین جو انکی یون کو سا
سانپ ڈس جائین یہ تمہارے ہاتھ

منہدی ملکے یہ ناز سے بولے
رنگ لائے مین کیا ہمارے ہاتھ

کف افسوس ساری عمر ملی
جتنے دیکھے وہ پیارے پیارے ہاتھ

کیا جلے ہین رقیب دیکھہ کے کل
یار کے ہاتھہ ہین ہمارے ہاتہ

پالون بھی ہم نہ دیکھنے پائین
برہمن دیکھے یون تمہارے ہاتہ

نہین افشان چھڑا رہے ہین وہ
توڑتے ہین فلک کے تارے ہاتہ

خون بہا لینگے ہم حنا مل کر
کرتے ہین دمبدم اشارے ہاتہ

حشر مین جائیگا کہان قاتل
ہے گریبان ترا ہمارے ہاتہ

ہاتھا پائی رہی شب وصلت
تھک گئے پالون جب تو مارے ہاتہ

شب وصلت اگر جہوا یہہ کہا
نچلے رہتے نہین تمہارے ہاتہ

قطعہ

تھام کر ہاتہ ایک دن جو کہا
بعد مدت کے آئے پیارے ہاتہ

بولے گھبرا کے دیکھہ لے نکوئی
چھوڑ دو چھوڑ دو ہمارے ہاتہ

حال ورق حنا پہ اس سے لکھا
پونہچے شاید کہ یہہ تمہارے ہاتہ

چال دزد حنا نے ایسی کی
خود بچا اور بندہے تمہارے ہاتہ

ہاتہ مین لیکے دل وہ کہتا ہے
نیچے ہوا ہے ہمارے ہاتہ

کہا عارف سے اوسنے سنکے غزل
سحر کہہ رہا تمہارے ہاتہ

غزل جمیل

سیب ذقن ملا نہ آئے انار ہاتہ
گلزار حسن کا نہ لگا کوئی بار ہاتہ

باہر جو آستین سے کئے تو نے یار ہاتہ
عاشق کے حق مین ہو گئے خنجر کا وار ہاتہ

کیونکر نہ عاشقون کو ہون یہ تیغ بے نیام
سانچے مین نور کے ہین ڈھلے تیرے یار ہاتہ

اب وصل مین تو کھول دے محرم کی بند کو
اس عقدہ کا تو تجہپہ ہے دار و مدار ہاتہ

دکھہ جائین کیون نہ اونگلیان گننے مین آپکی
بوسون کو تا کجا کرین صاحب شمار ہاتہ

کیا یاد آئی ہے وہ ہم آغوشی صنم
جو آج اسقدر ہے تجھے اضطرار ہاتہ

گستاخیون کی دیجئے جو چاہیے سزا
قربان آپ پر ہین تصدق نثار ہاتہ

وعدہ پر آج وصل کے آیا وہ ماہ شرم
دل کو جگر کو سر کو اب اوس پر تو وار ہاتھ

محروم سے آپکے نہ بہ ترحم ہوئی کبہی
اک عمر سے اسی کے ہین امیدوار ہاتھ

گستاخیان ستا ہون پہ شب وصال
بے صبر آج دل ہی تو بے اختیار ہاتھ

جوش جنون یہی ہے تو مرزینۂ چمل
ثابت کفن نہ رکہینگے زیر مزار ہاتھ

غزل قلق

منہہ ہی سے شرم کب ہین مرے دلربا کی ہاتھ
دہوئی ہین اوسنے خون سے مجھہ بیخطا کے ہاتھ

اللہ ری شرم وصل کی شب پانون ہی پڑے
سر کے نہ اوسکے چہرے سے مارے حیا کے ہاتھ

پہر پہر کے پانون توڑیے راہ طلب مین کیون
اک در پہ بیٹھہ رہئیے جہان سر او ٹھا کے ہاتھ

پامال کتنے ہوتے ہین رفتار ناز سے
وہ بت برہمنون سے یہ بولا دکہا کے ہاتھ

گنج جمال یار پہ پایا ہے دسترس
کیا مال مفت لگ گیا دزد حنا کے ہاتھ

محروم تیرے فیض سے کوئی رہا نہین
ساقی ادہر بہی جام کوئی دے بڑہا کے ہاتھ

پابند شرم تہا وہ عبث جلدی کی قلق
پچتا رہا ہون وصل مین اوسکو لگا کے ہاتھ

غزل داغ

یون شب وعدہ رہی طالب دیدار کی آنکہہ
جس طرح سوئی چمن مرغ گرفتار کی آنکہہ

نیند آئی ہے سر شام شب وصل اونہین
کیا برے وقت لگی طالع بیدار کی آنکہہ

زلف دیتی ہے تری ابروئے پرخم کا جواب
داد دیتی ہے تری شوخی رفتار کی آنکہہ

طور بے طور ہوئے دیکہئے خدا خیر کرے
بیطرح گہات مین ہے اوس بت عیار کی آنکہہ

وہ تہے موسی ہی جنہین تاب نظارہ نہوئی
یان نہ جہپکیگی ترے طالب دیدار کی آنکہہ

اللہ اللہ کشش حسن کہ ہمراہ نگاہ
کہنچی جاتی ہے ترے طالب دیدار کی آنکہہ

ہوئی جاتی ہے سوا بوسہ لب کی قیمت
دیکہنے جاتے ہین وہ اپنے خریدار کی آنکہہ

دل چرایا ہے وہ اب آنکہہ ملائین کیونکر
سامنے ہوتی ہے مشکل سے گنہگار کی آنکہہ

پھیکی پڑتی ہے نگہ ہو تری الفت ای شیراغ	کہیں چھپتی ہے محبت کی نظر پیار کی آنکھ

غزل گوہر

اشک کیون کر رہی ہی جاری آنکھ	کس سے گوہر لڑی تمہاری آنکھ
پھر دکھا دو تم اپنی پیاری آنکھ	کر رہی ہے امیدواری آنکھ
لیگئی دل کو کر کے یاری آنکھ	کیسی عیار ہے تمہاری آنکھ
اوسکو کھو بیٹھے تجکو روتے ہین	دل گیا اب ہے تیری باری آنکھ
دیکھیے اس طرف وہ کب آئین	ہے لگی جانب سواری آنکھ
غم فرقت نے دونون کو مارا	آہ کرتا ہے دل تو زاری آنکھ
تیری چتون کی شوخی آفت ہی	ہے شرارت بھری تمہاری آنکھ
ایک دم تو ہمین ہنسا جاؤ	آئی ہے روتے روتے عاری آنکھ
ہوا بیہوش دست دیکھکے دل	ساغر مے ہے یا تمہاری آنکھ
آنکھ اوس شوخ سے لگی جیسے	لگتی دم بھر نہین ہماری آنکھ
دل تو لیتے ہین دلربا پیچھے	پہلے کرتی ہے پیشکاری آنکھ
دلربائی کی جو ادائین ہین	سب ادا کرتی ہے تمہاری آنکھ
دیدنی ہے غزل یہ ای گوہر	کیا جی ہے یہ ہوشیاری آنکھ

غزل ذوق

مرتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ	تو لطف مین کرتا ہے ستم اور زیادہ
گھبرانا جو یاد آیا ترا ہو کے ہم آغوش	گھبرانے لگا سینے مین دم اور زیادہ
ہر وقت کسی کو جو اگر جو لگے آنکھ تجھ اسنے	یارون کا گیا اون پہ بھرم اور زیادہ
بتون مین نہ کیا تجھ سا خدائی مین نہین اور	مغرور ہوا اب وہ صنم اور زیادہ
زنہار نہ بنگئے لگے کہ مرے وہ دم تجھ	لے عشق کا بھرا اوسکے دو دم اور زیادہ

کیا قہر ہی جتنا کہ وہ چاہت سے رکے ہی
اوتنا ہی اوسے چاہتے ہین ہم اور زیادہ

جو کنج قناعت مین ہین تقدیر پہ شاکر
ہے ذوق برابر او نہین کم اور زیادہ

غزل قلق

دانتون سے جبکہ اوس گل تر کی دبائے ہونٹہ
بولا کہ صاحب اپنے سے مجہو پہ اسئے ہونٹہ

اوس غیرت قمر کے اگر دیکہہ پائے ہونٹہ
لعل یمن بہی رشک سی اپنے چبائے ہونٹہ

سمجہا مین خضر چشمۂ آب حیات ہون
ہونٹون سی میری اوسنے جو اپنے ملائے ہونٹہ

مانگا جو بوسہ یار سے مین نے شب وصال
از خود مزی مین آکی مری کاٹ کہائے ہونٹہ

کیا کیا صفت زبان سی سوسن کے بہی سنی
ملکر مسی چمن مین جو اوسنے دکہائے ہونٹہ

سرخی نے اون لبونکی کیا عاشقونکا خون
لالی جمی جو پان کی کیا رنگ لائے ہونٹہ

ہونٹون مین دابکر جو گلوری دی یار نے
کیا دانت پیسے غیرون نے کیا کیا چبائے ہونٹہ

دم آگیا لبون پہ یہہ ڈہکایا یار نے
سو بار پاس ہونٹونکے لاکر ہٹائے ہونٹہ

بوسی دہن کے اوسکے نہین ہوتی قلق
کہتا ہون ہائے دانت کبہی گاہ ہائے ہونٹہ

غزل ریحان

پہلے کچہو اقرار تہا اب منہہ سی فرماتے ہین کچہو
وہ نہتے ہے ایسے مگر اغیار بہکاتے ہین کچہو

جوش الفت مین نصیحت کام کرنے کی نہین
جی الجہتا ہی مرا جب لوگ سمجہاتے ہین کچہو

ہین ابہی کمسن وہ ناواقف ہین لطف وصل سی
دل مین کچہہ ڈرتے ہین کچہہ دبتے ہین شرماتے ہین کچہو

گاہ گاہ اس راہ سے اونکا گذر ہونے لگا
بہتری کے مجہکو آثار اب نظر آتے ہین کچہو

وصل کی شب مین نہین اونکی نہین ہی معتبر
دل مین کچہہ منظور ہے ظاہر مین فرماتے ہین کچہو

دل کو دل سی روح کو ہی روح سے ریحان صاف
ہجز ظاہر کو نہین ہم درمیان مین لاتے ہین کچہو

غزل شہیدی

مشام بلبل مین رشک گل کی ہنوز بو بہی نہین گئی ہی
ابہی وہ نام خدا ہے غنچہ نسیم جیبو بہی نہین گئی ہی

نہ عشق سُرمہ کا نہ کسی کا نہ شوق غمزہ کا نہ ہنسی کا
گمان ہو گر تمکو آرسی کا سو بہ رو بہ رو بھی نہین گئی ہی

بلا کو اوسکی خبر ہی کہتے ہین کسکو معشوق کیا ہی عاشق
ہنوز کالو نجین اوہین ہی یہ گفتگو بھی نہین گئی ہی

کریو وہ گو باتین سیان کی سو بہ اپنی سطا ہے بچو کی ابتو
برآمین کیا مالوں یال ہین کا وہان تو جی نہین گئی ہی

یقین نہین مجھکو قیس گریبان کی چال سی اوسکو آگہی ہو
نکلکے مکتب سی اپنی لیلی کنار جو بھی نہین گئی ہی

ضیا سی جسکے جہان ہی روشن وہ شمع پنہان ہی زیر دامن
حریم عزت کی تا بروزن شمال تو بھی نہین گئی ہی

شہید ہی اتنی کمان پرستی لنشہ نہین بھول بیٹھی ہستی
ہوئی ہی اس مری ستمگری سے جو تا گلو بھی نہین گئی ہی

غزل داغ

مرے کوچے مین وہ کن شوخیون سی جا بیجا ٹھہرے
بڑے ہی بڑبکر تھے دم بھر چلے چلکر ذرا ٹھہرے

تغافل کی نہ ٹھہرے آج قاتل فیصلہ ٹھہرے
نہین تلوار تو فقرہ کوئی چلتا ہوا ٹھہرے

تسلی دلکو جو دیتے ہین کیسے لوگ ہین یارب
جگر ہی جب نہ ٹھہرے تو جگر پر ہاتھ کیا ٹھہرے

مسیح و خضر گو یکتا ہین دونون ہمتو جب جانین
جو دل گرتا ہوا سنبھلے جو دم جاتا ہوا ٹھہرے

مزہ چکھا انہین دنیا کا زاہد تونے دنیا مین
کبھی تو بادہ نوشی کی بھی ای مرد خدا ٹھہرے

متاع شوق بھی ہی مایۂ الفت بھی رکھتی ہین
اگر لیجے تو کچھ سودا ہمارا آپکا ٹھہرے

قسم ہے اوسکی یہ مرضی نہین ای داور محشر
کہ مجرم داغ ٹھہری اور دشمن بیخطا ٹھہرے

غزل اکبر

تمہین سے ہوئی مجھکو الفت کچھ ایسی
نہ تھی ورنہ میری طبیعت کچھ ایسی

گرے میری نظرون سے خوبان عالم
پسند آگئی تیری صورت کچھ ایسی

گمان ہے خرابے کا آبادیون پہ
بسی ہی نگاہون مین حیرت کچھ ایسی

حیا کی نگاہون نے مارا ہے مجھکو
نہین چتونون کی شرارت کچھ ایسی

یہہ غیرون نے اباونکو برہم کیا ہی
نہ تھی پہلے رنجش کی صورت کچھ ایسی

تجھے ہر طرف جلوہ گر دیکھتا ہون
سمائی ہی آنکھون مین وحدت کچھ ایسی

جو اونکو نہین شوق ملنے کا میرے — تو یان بہی نہین اونکی حسرت کچھ ایسی
مین رو بیٹھا لگا حال دل کہتے کہتے — یکایک بہر آئی طبیعت کچھ ایسی
رقیبون سے ہین صحبتین تخلیے مین — مجھی سے بس اونکو ہے وحشت کچھ ایسی
جہان دل دکہا بس نکل آئی آنسو — بگاڑی ہی محبت نے عادت کچھ ایسی
بتون نے شرف تیری جلوے سے پایا — نہ تھی ورنہ اونکی حقیقت کچھ ایسی
جگر ہوگیا خاک پہلو مین جل کر — تھی سوزش داغ فرقت کچھ ایسی
بسر کیون نہو عشق خوبان مین اکبر — خدا ہی نے دی ہے طبیعت کچھ ایسی

غزل حجاب

شب وصلت مین یون ہی یون نکیونکر جان دیسے — تری چہرے کا تل مجھ کو سوا ہے آنکھ کے تل سے
یکس خورشید رو کی یاد مین لب پر رہا — کہ موج بوی عنبر تا فلک پونہچی ہے ساحل سے
نہین ای اہل دل پردہ ہی کچھ معشوق عاشق مین — کہ مجنون دل ہی سینا ہے تو لیلی اپنے محمل سے
وہ ٹھنڈا ہوگیا یہ تا قیامت یون ہی تڑپیگا — ہمارے دل کو کیا نسبت ہی قاتل مرغ بسمل سے
ہزارون سر بکف مارے گئے میدان الفت مین — نہ آئی بوے وفا داروں کے خون کی تیغ قاتل سے
بلائین لیکے مین نے اونکی زلفون کو بگاڑا ہی — کرشمے سو تو سیدھے ہین او الجھتی ہین مرے دل سے
جو ہے مشکلکشا سبکا حجاب اس بحر عالم مین — نکالیگا وہی آکر مجھے گرداب مشکل سے

غزل حافظ

کر عنایت کی نظر ای شہ دین تھوڑی سی — کچھ ہماری بہی سخن او عرش نشین تھوڑی سی
مر کے بہی باغ ارم مین نہ قدم مین رکہون — تیرے کوچے مین جو مل جائے زمین تھوڑی سی
کبہی مہمان ہو گہر مین مرے وہ رشک قمر — نگہ مہر کر ای چرخ برین تھوڑی سی
رات بہر حسرت دل نے یہ دعائین مانگیں — اور بڑھ جائے شب وصل کہین تھوڑی سی
کشتہ تیغ ادا کی ہوئی مٹی برباد + — نہ ملی کوچہ قاتل مین زمین تھوڑی سی

دل کو ارمان نکلنے کا بہی ہی وقت کہین — رات باقی ہے ابہی ماہ جبین تہوڑی سی
تہام کر تو سن انداز و ادا کو اہی ترک — سن لے عرض دل مجہ دردہ حزین تہوڑی سی
زلف شبرنگ سے تارے بہی چہٹک کر نکلین — چُن لی افشان جو تو اے ماہ جبین تہوڑی سی
آپکے حسن و ادا پر تو گلے کٹتے ہین — او نگلیان حضرت یوسف پہ کٹین تہوڑی سی
شرم سے انجم فلک قطرۂ شبنم ہو گئے — تمنے افشان جو چہنی شب کو کہین تہوڑی سی
ایسے وعدی سے تو بندے کو نہو گی تسکین — آپ کی ہان مین بہی پیدا ہی نہین تہوڑی سی
اسی پری رو سے وہ خورشید بہت شرمائین — دیکہہ پائین وہ اگر تیری جبین تہوڑی سی
بتکدہ چہوڑ کے کیا جاتے ہو کعبہ حافظ — اور کاٹو ابہی کچہو عمر یہین تہوڑی سی

غزل اشرف

چکہا دو چاشنی شربت دیدار تہوڑی سی — دم آخر تو کر دو خاطر بیمار تہوڑی سی
اگر فرصت ملی ہو غیر کی باتون کے سننے سی — ہماری بات بہی سُن لیجیے سرکار تہوڑی سی
صبا کو نکہت گیسو میسر ہو نہین سکتی — لیئے پہرتی ہے بوی نافۂ تاتار تہوڑی سی
شتاب آ اے اجل او نکو دم بہر دیکہہ لینے دی — ابہی باقی ہے دل مین حسرت دیدار تہوڑی سی
کیا ناز و ادا مین وصل کی شب کو سحر آخر — مین کہتا ہی رہا ہے رات باقی یار تہوڑی سی
تامل سر جہکانے مین کیا کب مین نے ای قاتل — نکل کر میان سی کیون رہ گئی تلوار تہوڑی سی
کہین تو وصل کی نسبت کہین بوسے کی خواہش مین — ہمیشہ ہمسے او نسے رہتی ہے تکرار تہوڑی سی
تمنا ہے کہ جیتے جی بنا لیتا مین قبر اپنی — اگر ملتی زمین کوچۂ دلدار تہوڑی سی
در خیبر اوکہاڑا قوت دست مبارک سی — یہہ ہے اشرف ثنای حیدر کرار تہوڑی سی

غزل افق

وصل حاصل ہوا پر ہے ہوس دل باقی — دفتر عشق بتان کی ہے یہ د اصل باقی
جمع دو لیتے تہے جب مین نے کیئے چار وصول — بولے اب آپ کے ذمے ہے یہ فاضل باقی

نام ہی نام فقط رہ گیا ڈہونڈہین کسکو — نہ تو لیلی ہے نہ مجنون ہے نہ محمل باقی
خط تو سمجہا وہ بہت سبز خط آیا نہ ہنوز — ایک آسان ہوئی پڑ ایک ہی مشکل باقی
مر کے بہی گیسو پہ پیچ کا سودا نہ گیا — دل کو ہے سلسلۂ عشق سلاسل باقی
تا کمر آچکی ہے تا قدم آئیگی زلف — نصف طے ہو چکی پر نصف ہی منزل باقی
دردِ سر حرف افق ہے اثرِ بادہ کشی — اب نہ شیشہ ہے نہ ساغر ہے نہ محفل باقی

غزل داغ

تڑپتے ہین اونہین غیرونکی جابت ایسی ہوتی ہی — خدا کی شان ہی ایسونکی حالت ایسی ہوتی ہی
جب آنکہوں سے لگاتا ہون تو چہکے چپکے ہنس ہنس کر — تری تصویر بہی کہتی ہی صورت ایسی ہوتی ہی
ابہی تو کہیل سمجہے ہو مگر اکدن دکہا دینگے — قیامت اسکو کہتی ہین قیامت ایسی ہوتی ہی
ہماری شکل تیرے غم مین پہچانی نہین جاتی — بگڑ جاتی ہی صورت بہی مصیبت ایسی ہوتی ہی
کفن سے منہ مرا جب کہولکر دیکہا تو وہ بولے — ہماری چاہنے والونکی صورت ایسی ہوتی ہی
کہو تو ہم نکلتے ہی سے نہ دیکہو آینہ دیکہو — بنا دیتی ہی دم بہر اچہی صورت ایسی ہوتی ہی
بہری محفل مین غیرون سے اشارے یون کئے مر آگے — مروت آنکہ کی اسی ہی مروت ایسی ہوتی ہی
وہ دیتے ہین تسلی اور پہر تسکین نہین ہوتی — کہین ہیچین یہ کافر طبیعت ایسی ہوتی ہی
نہ نکلے عالم بالا تک ایسا چاند سا چہرہ — انہین کافر بتون مین ایک صورت ایسی ہوتی ہی
غضب مین جان ہی پر سونکی شکوی بہول جاتا ہون — کبہی دو چار دن اونکی عنایت ایسی ہوتی ہی
ذرا سی بات پر اے داغ تم اوس سے بگڑ بیٹہے — اسی کا نام الفت ہے محبت ایسی ہوتی ہی

غزل شفا

جب لکہی حق نے تری تصویر اپنے ہاتہ سے — ہاتہ ملتی رہ گئی تقدیر اپنے ہاتہ سے
والضحیٰ رخ کو لکہا والشمس پیشانی لکہی — زلف کو واللیل کی تفسیر اپنے ہاتہ سے
دانتوں کو سلک گہر لب کو لکہا آبحیات — چشم کو کوثر کیا تحریر اپنے ہاتہ سے

غزل آتش

محبت اسلیے تجھسے بت بے پیر کم کردی ۔۔۔ کہ تو نے غیر کی خاطر مری توقیر کم کردی

ذرا بھولے سے وہ تیغ جنبانے سے جو آنکلا ۔۔۔ نمازی اسقدر بہولے کہ اک تکبیر کم کردی

تمہارے اپنی بیگانے ہمارا خط پڑھ لیتے ہین ۔۔۔ اسی سے اپنے حال دل کی بس تحریر کم کردی

عزیزون کو دوا سے جب مرض بڑھتا نظر آیا ۔۔۔ مجھے تقدیر پہ چھوڑا مری تدبیر کم کردی

پریشان دل مرا کیونکر نہوگا کل کتر ڈسی ۔۔۔ کہ تو نے قیدیون کی طول مین زنجیر کم کردی

فرشتون کے بجھانیکے لیے آتش ہی دوزخ کی ۔۔۔ ہماری آہ کی اللہ نے تاثیر کم کردی

غزل وحید

تم گھر سے اپنے ای یہان نہ نکلے ۔۔۔ حسرت نہ نکلی ارمان نہ نکلے

ڈھونڈھا ہوا گر اس حیرتکدہ مین ۔۔۔ مجھ سا بھی کوئی حیران نہ نکلے

کچھ پاگیا ہے تیری سی خوشبو ۔۔۔ گلشن سے کیون گل خندان نہ نکلے

ممکن نہین ہے اس گھر سے اکدن ۔۔۔ دو چار دن کا مہمان نہ نکلے

بعد فنا بھی زخم جگر سے ۔۔۔ او ترک تیری پیکان نہ نکلے

مانند شمع سوزان محفل ۔۔۔ کس بزم سے ہم گریان نہ نکلے

دل کو وحید اب کیا کوئی لیگا ۔۔۔ ایسے حسین جبکہ ایمان نہ نکلے

غزل داغ

ہای وہ دن کہ میسر تہی ہمین رات نئی ۔۔۔ روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

بات کرتی نہین لیتی ہے چٹکی دلمین ۔۔۔ یہ تو ہے آپکی تصویر مین اک بات نئی

دل طلب کرتے ہو مہمان بلاکر ہمکو ۔۔۔ یہ تواضع ہی نئی ہے یہ مدارات نئی

ہونگے حوران بہشتی کو پرانے انداز ۔۔۔ آپکی بات نئی گھات نئی گات نئی

داغ سا بھی کوئی شاعر ہے ذرا سچ کہنا ۔۔۔ جسکے ہر شعر مین ترکیب نئی بات نئی

غزل رنگین

اک دن تو آ کے وصل سے دلشاد کیجیے
بندے کو قید ہجر سے آزاد کیجیے

اے مہربان وصل کا وعدہ بھلا دیا
اقرار کیا کیا تھا ذرا یاد کیجیے

ہون عاشق قدیم مری قدر ہے ضرور
محنت نہ ایک عمر کی برباد کیجیے

اولٹی ہوا چلی ہے زمانے مین یا نصیب
دل سے وہی بھلائے جسے یاد کیجیے

ٹھکرائیے نہ آن کے تربت کو بار بار
عاشق کی مشت خاک نہ برباد کیجیے

دن زندگی کے کنج قفس مین گذار دیے
محبوس ہو کے خاطر صیاد کیجیے

بیچین دل کو کرتی ہین اگلی وہ صحبتین
بھولے ہوؤن کو پھر بھی کبھی یاد کیجیے

عاشق گناہگار ہے تقصیروار ہے
جو چاہیے حضور وہ ارشاد کیجیے

گلشن مین چل کے قامت زیبا دکھائیے
قمری کو قید سرو کو آزاد کیجیے

رکھیگا رنج ہجر سے ناشاد کب تلک
عاشق کو اب تو بہر خدا شاد کیجیے

رنگین ریاض دہر مین رنگ وفا نہین
دنیا کو ترک صورت آزاد کیجیے

غزل امیر

کہہ رہی ہے حشر مین وہ آنکھ شرمائی ہوئی
ہائے کیسی اس بھری محفل مین رسوائی ہوئی

شوکرین کھلوائیگی یہ چال اٹھلائی ہوئی
کیا جوانی پھرتی ہے جوبن پہ اترائی ہوئی

آئینے مین ہر ادا کو دیکھ کر کہتے ہین وہ
آج دیکھا چاہیے کس کس کی ہے آئی ہوئی

جان بلب حسرت مین پاتی ہے جو مجھ ناشاد کو
کیا ہنسی پھرتی ہے ان ہونٹون پہ اترائی ہوئی

کھل گیا جوبن تو عصمت سے حیا نے یون کہا
ایک انگڑائی سے ہم دونو کی رسوائی ہوئی

مین تو رازِ دل چھپاؤن پر چھپا رہنے بھی دے
جان کی دشمن یہ ظالم آنکھ للچائی ہوئی

کیا تعجب ہے جو اوٹھتی مین بھی رہتا ہے یہ جوبن کا لحاظ
اونکو انگڑائی بھی آتی ہے تو شرمائی ہوئی

آنکھ اوٹھی پڑتا ہے یہ بھی ہے کوئی دیکھنا
آڑ مین گھونگھٹ کی آنکھ اور وہ بھی شرمائی ہوئی

وصل کی شب واہ رے بیتابی شوق وصال
شرم سے ہی نیچی نگاہوں سے تماشائی ہوئی

جو ادا کی جس حسین نے میری آنکھوں نے کہا
ہین یہ سب پای نگہہ کی ٹھوکرین کھائی ہوئی

وصل مین خالی ہوئی اغیار سے محفل تو کیا
شرم ہی جائی تو مین جانون کہ تنہائی ہوئی

غمزہ و ناز و ادا سب مین حیا کا ہے لگاؤ
ہاے رہی بچپن کہ شوخی بھی ہے شرمائی ہوئی

اوٹھہ گیا پردہ تکلف کا اوٹھے جب اونکی ہاتھ
آکے حسن و عشق مین مشاطہ انگڑائی ہوئی

کیا پہلے پہولے کی امید دل پہ آرزو
یاس کی دامن مین ہے یہ پرورش پائی ہوئی

گرد اوڑی عاشق کی تربت سی تو جھنجھلا کر کہا
واہ سر چڑھنے لگی پانوون کی ٹھکرائی ہوئی

شعر گلدستے مین مجھ افسردہ دل کے کیا امیر
دامن گلچین مین کچھ کلیان ہین جھائی ہوئی

غزل رنگین

کیونکر بتوں کے وصل کی تدبیر کیجیے
اللہ کیا شکایت تقدیر کیجیے

نامے مین حال وصل کا تحریر کیجیے
باطل مرا نوشتہ تقدیر کیجیے

بندون پہ ظلم کرتا ہے خوف خدا نہین
کیا شکوہ تیرا ای بت بے پیر کیجیے

آئینہ یہ نہین دل عاشق ہے ای حضور
حیران اسکو صورت تصویر کیجیے

چشمک ہے کیون اشارہ غمزہ کا نسی یار آ
حاضر ہے دل مرا ہدف تیر کیجیے

کافی ہے اک اشارہ ابرو فقط مجھے
عریان نہ میرے قتل پہ شمشیر کیجیے

لوسے کے جرم نے مجھے بیباک کر دیا
جی چاہتا ہے روز یہ تقصیر کیجیے

اوٹھیے نہ آستان صنم سے کسیطرح
زنجیر در کو پانوونکی زنجیر کیجیے

رنگین غم و الم مین رہی کبتلک بھلا
امداد ابتو حضرت شبیر کیجیے

غزل وحید

نہین ہے بے یار لطف ساقی شراب ہم لیکے کیا کرینگے
جگر تلک بھن رہا ہے غم سے کباب ہم لیکے کیا کرینگے

غضب سے نقدِ دل و جگر کو اوڑا کے بیٹھے ہو مونہہ سے بولو
ہماری دولت تو تمنے لوٹی حساب ہم سے لیکے کیا کرینگے

رہی نہ خط پڑہنے کی بہی فرصت کہ آگیا سر پہ وقت رحلت
وہ خود جو اس نامہ بر نہ آئے جواب ہم سے لیکے کیا کرینگے

سنا جو حال مریضِ ہجران تو ہنسکے بولا وہ ماہ تابان
اب اوسکی جان ہی پہ آبنی ہے حجاب ہم سے لیکے کیا کرینگے

ہے غم سے دل داغ داغ اپنا کہان ہے ایسا دماغ اپنا
ملا نہ اوس گل کا گر پسینہ گلاب ہم سے لیکے کیا کرینگے

اسی پہ ٹھہری ہے گر صفائی بہلا پہر اسمین ہے کیا برائی
پسند دل ہو تو آپ ہی رکھیئے جناب ہم سے لیکے کیا کرینگے

وحید ہمکو ذلیل و ابتر کہین نہ اہل نظر تو بہتر
ہمین تو ہے ننگ نام سے بہی خطاب ہم سے لیکے کیا کرینگے

غزل لاعلم

شرابِ غم سے ہے دل برشتہ کباب ہم سے لیکے کیا کرینگے
یہہ خون جگر سے ٹپک رہا ہے شراب ہم سے لیکے کیا کرینگے

کہا یہ قاصد نے اوس سے جاکر کہ تیرا عاشق عذاب مین ہے
وہ شوخ شوخی سے تب یہ بولا ثواب ہم سے لیکے کیا کرینگے

جوابِ نامہ اگر لکہے وہ تو نامہ بر اوس سے صاف کہنا
تجہے بولایا ہے اوستمگر جواب ہم سے لیکے کیا کرینگے

ہمارے دلبر کو بے حجابی سکہائی ساقی نے مے پلاکر
وہ بے تکلف یہ کہہ رہا ہے نقاب ہم سے لیکے کیا کرینگے

محبت مین نہین ہی فرق جینے اور مرنیکا — اوسی کو دیکھکر جیتے ہین جس کافر پہ دم نکلے

کہان میخانے کا دروازہ غالب اور کہان واعظ — پر اتنا جانتے ہین کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے

غزل شکوہ

مرادین دل کی بر آوین تمہارا حوصلہ نکلے — کوئی اہل وفا ڈھونڈھو اگر ہم بیوفا نکلے

مین بیتابی سے دلکی ٹھوکرین کھاتا ہون گلیون مین — کہ شاید یار کے کوچے کا کوئی راستہ نکلے

اگر کچھ رحم بھی آیا حیا سے کچھ نہین کہتے — مین پُر ارمان کا ارمان ہون میرا ارمان کیا نکلے

ہجوم بیخودی کے جوش مین کیون لیچلے مجھکو — خدا جانے وہ کیا پوچھین زبان سے میری کیا نکلے

فدای کوچۂ دلدار کرنا سیر سے لاشے کو — کہ بعد از مرگ کچھ حسرت تو اونکا حوصلہ نکلے

نہ گھورو کھینچ لائی اسطرف بھی دل کی بیتابی — نہین اسمین خطا والنستہ ہم بھولے سے آ نکلے

سُنا ہے جبسے وہ فریاد کرنیسے بگڑتے ہین — گلا گھونٹا ہے ہاتھونسے کہ تا بیصدا نکلے

شکوہ ہمسے وہ کہتے ہین ہمین کیجئے ن پیار کرتے — اوسی جا ہو کہ جس سے دل لگانیکا مزا نکلے

غزل شمیم

مسکراتے شرم کہاتے بال سلجھاتی ہوی — آتے ہین کس کس نزاکت سے وہ بل کھاتی ہوی

مست ہین جوبن مین انکی اور نشے مین چور ہین — جھومتے آتے ہین میخانے سے اتراتی ہوی

جو گیا ملک عدم اس دہر نافرجام سے — آج تک ہمنے نہ دیکھا اوسکو پھر آتے ہوی

ہو گیا بلبل کو بس اپنی اسیری کا یقین — دیکھکر صیاد کو گلزار مین آتے ہوے

کیون نہ ای صیاد ہو رشک چمن میرا بدن — مین وہ بلبل ہون کہ گذری عمر گل کھاتی ہوی

نگہین آنکھین چرا لیتے ہین اپنی شرم سے — دیکھتے ہین جبکہ مجھ بیتاب کو آتے ہوی

جنکو دعوی تھا جوانمردی کا اپنی اے شمیم — اونکو اب ہم دیکھتے ہین ٹھوکرین کھاتی ہوی

غزل کیف

[illegible] اپنے [illegible] کھاتا ہوی — دل کو کوی یار سے لاتے ہین بہلاتی ہوی

جو سواری کا ترک پہرتے ہین دکہلاتی ہوئی
حسرتین کیا کیا نہ یہ لیجائینگے جاتی ہوئی

اس جہان مین تو نہ نکلا قدر دان دل کا کوئی
چلیئے بازار قیامت مین بہی دکہلاتی ہوئی

ای عدم کے جانیوالو تم چلو آتے ہین ہم
کوئی دم بہر اس سرا مین اور سستاتی ہوئی

ساکنان دیر و کعبہ کس قدر نادان ہین
اک سر لیسے چلیئے نا فہمونکو سمجہاتی ہوئی

اس خرابی سے نکالا یار نے گہر سے مجہی
میرے گہر تک غیر آئے مجہکو سمجہاتی ہوئی

فکر زاد راہ کیا ہمکو طریق عشق مین
کوچۂ جانان تک پہونچ جائینگے غم کہاتی ہوئی

ضبط کر آہون کو ای دل ہے درِ یار نزد
نالے آتے ہین ابہی سر اپنا ٹکراتی ہوئی

عاشق صادق ہون کیفا ور بن صاحب عصمت کا ...
خواب مین بہی شرم آتی ہی جسے آتی ہوئی

غزل صبا

وہ یکایک باغ مین پونہچے جو اٹھلاتی ہوئی
کبک بہاگے سامنے سے شوخ ہین کہاتی ہوئی

عشق کہتے ہین جسے وہ موت کا پیغام ہے
اوسکے سنتے کو کچہ نہین ہی دیر سو جاتی ہوئی

تم ذرا پہلو سے اوٹہے ہم پہڑک کر رہ گئے
یون ہی دیکہا تہا کسی کا دم نکلجاتی ہوئی

واہ ری بیتابی دل یار جبتک آئی آئی
نالے پونہچے عرش پر قصر فلک ڈہاتی ہوئی

نزع مین ہم ہین وہ کیون ایسے مین آتے جا نہین
فائدہ پہر قبر پر آئی جو [illegible]

جہائے جاتے ہو چمن مین سرو پر شمشاد ہے
بوٹے سے قد پہ چلنا [illegible]

میکشو ایکی تو رنگ ایسا جمایا چاہیئے
واعظ آئین بہٹیون پہ ہولیان گاتی ہوئی

وصل کا وعدہ بہی ہوسکتا نہین آنا نہین
منہ تہکا جاتا ہے کیا اقرار فرماتے ہوئی

ہے نسیم صبح کا عالم خرام ناز مین
سبزۂ خوابیدہ کو چلتے ہو چونکاتی ہوئی

ہاے ای کیا کہکے سمجہائین دل بیتاب کو
اوسنے ہم کہتے رہے کہہ جاؤ کچہ جاتے ہوئی

غنچہ لب تیری انہین باتون کا دلکو داغ ہے
کیا شگفتہ ہو گیا دیکہا جو گل کہاتی ہوئی

بار کیسی اوس برج سنبلہ پہ پر گئی
چڑہ گئے کوٹہے پہ تم جو بال سلجہاتی ہوئی

مژدۂ فصلِ بہار ہی ای صبا سننا نصیب | گر ڈہی لیکر آئین گلرو ناچتے گاتے ہوئے

غزل خلیل

تیرے لیے ہمنے سبکو بھلایا او بت ماہ لقا تیرے لیے | پنا تجھے ہمنے پھر بھی نپایا او بت ماہ لقا تیرے لیے

سبکی نہین ہم ہوکے بیٹھے بلکہ بیانتک نوبت پہنچی | دیر و حرم کو ہمسے چھڑایا او بت ماہ لقا تیرے لیے

فرش زمین سے عرش برین تک خوب لبا ہمنے ڈھونڈہا ہے | تیرے سوا کوئی اور نپایا او بت ماہ لقا تیرے لیے

بہت سے دلبر ہمنے دیکھے ایک سے ایک حسین لیکن | نظر و ذہن میں میری تو ہی سمایا او بت ماہ لقا تیرے لیے

رسوا اور خوار و ذلیل ہوئے کیا بدنام خلیل ہوئے | دل مین یہ تیری کچھ بھی نہ آیا او بت ماہ لقا تیرے لیے

غزل وحید

سوجھتا پہلے سے الفت کا جو انجام مجھے | ایسے صدمے نہ دکھاتا دلِ ناکام مجھے

مین تو خود چاہتا ہون ہجر مین نالہ کرون | لینے دیتا نہین دردِ جگر آرام مجھے

الفت رخ نہ اگر راہ نمائی کرتی | کون لاتا طرفِ کوچۂ اسلام مجھے

سر بالین تیرے کشتون کے قضا کہتی تھی | کرگئی تیغ ادا مفت مین بدنام مجھے

دیکھ اتنا نہین کرتے کبھی انسان کو خراب | اب تو دم لینے دے ای گردش ایام مجھے

زندگی بھر تو قرارِ دلِ شیدا معلوم | دم نکل جائے تو شاید ہو کچھ آرام مجھے

بیطرح آج ہے صیاد اسیرون کا ہجوم | مار ڈالے نہ کہین کشمکشِ دام مجھے

وہ مقید ہون کہ چھٹنے جو لگا زندان سے | اور ہی دام مین لایا دلِ ناکام مجھے

وہ شرابی ہون کہ نشے سے جو ہشیار ہوا | دردِ سر ہوگیا بیماری سرسام مجھے

وہ مسافر ہون کہ دنیا سے جو چلا ہون گھر | جا ہی پرخوف و خطر مین ہوئی ہر شام مجھے

ہون وہ محروم کہ جب دور ہوا ہی آخر | ای وحید آئی ہے پھر یاد می جام مجھے

غزل عارف

پیچ مین لائینگی یون زلفِ سیہ فام مجھے | تہا نہ آغاز مین معلوم یہ انجام

اور ون کو بوسہ دیتے ہو دشنام مجھے
پاؤن سب مطلب دل اور ہوا الزام مجھے

نامہ بر سے یہ کہا بدلے جواب خط کے
گالیان دونکا جواب بھیجیگا پیغام مجھے

خط مرا پھاڑکے قاصد سے خفا ہوکے کہا
اب نہ لانا کوئی نامہ کوئی پیغام مجھے

ہجر مین اس دل بیتاب نے نالے کرکے
سارے عالم مین کیا خوب سا بدنام مجھے

یون تو لاکھون ہین حسین اونسے مگر کیا مطلب
مین تو عاشق ہون ترا اور سے کیا کام مجھے

ٹال دیتا ہے وہ ہر روز یہ فقرہ دیکر
مین ضرور آؤنگا کل آج ہے کچھ کام مجھے

نزع مین لگ گئین چھت سے مری آنکھین جسدم
یاد آیا وہ ترا آنا لب بام مجھے

کم سنی کا تھا تقاضا نہ چھپا راز نہان
خود بھی رسوا ہوئے سب مین کیا بدنام مجھے

زلف شبگون کا تصور جو بندھا ہے دلکو
صبح غم فرقت دلبر مین ہوئی شام مجھے

آب و دانہ نے مرے کنج قفس کھلایا
ورنہ صیاد تو کیا لاتا تہ دام مجھے

ہچکیان لیکے مین شیشے کیطرح رونیلگا
آگیا یاد جو وہ ساقی گلفام مجھے

یا الہی کہین وہ دن ہو کہ قاصد یہ کہے
مژدۂ وصل مبارک ملے انعام مجھے

گرسیان باغ مین اغیار سے کرے عارف
کیا کہون کیسا جلاتا ہے وہ گلفام مجھے

غزل شہناست

کرگیا عشق ترا جیسے کہ ناکام مجھے
کسی کروٹ کسی پہلو نہین آرام مجھے

زلفین دیکھا اور خوب سا رسوا بھی کیا
دیکھا تو نہ ستا اے دل ناکام مجھے

جس طرف جاتا ہون سب کہتے ہین جنتی مجھکو
ہائے اس عشق نے کیسا کیا بدنام مجھے

ہجر مین جان پہ کیون ایسے گذرتے صدمے
گرنہ الفت مین پھنساتا دل ناکام مجھے

کرکے پابند دل و جان کو محبت مین تری
نہ کسی کام کا رکھا بت خود کام مجھے

اس دل عاشق شیدا کا برا ہو یارب
آپ برباد ہوا کر گیا بدنام مجھے

ساہر چشم صنم کا یہان ستاتا ہون
حورین آنکھون سے اوٹھا دینگی جو یان جام مجھے

مصحف رخ کی قسم عاشق گیسو ہون مین
کفر سے انس ہے بہاتا نہین اسلام مجھے

سحر ہجر کا شب بہر مجھے دہڑکا ہی رہا
وصل مین بہی نہ ملا رنج سے آرام مجھے

حسرتین دل کی بہی کوئی نہ نکلنے پائین
درد ہجران نے ابہی سے کیا ناکام مجھے

ظلمت برقعہ گیسو نہین عارض کے تلے
پر وہ صبح مین آتی ہے نظر شام مجھے

پہول کر غنچہ دل میرا شگفتہ ہوتا
گر کبہی گود مین لیتا وہ گل اندام مجھے

کیا شہاست تہی ٹہرا ہمین کہ ذلت ہوگی
اب دکہائی دیا اس عشق کا انجام مجھے

غزل آغا

نکلنا سخت مشکل ہو نہ کیونکر کوچہ قاتل سے
تڑپتے ہون جہان عاشق ہزارون مرغ بسمل سے

ترے کوچے مین او ظالم نہ آتا مین
مگر مجبور ہون کچھ بس نہین بیتابی دل سے

ہٹا دو اونکو بالین سے مرے وہ خوف کہا ئینگے
سنا ہے دم نکلتا ہے بہت عاشق کا مشکل سے

ستون عاشق تو پوچھے کون معشوقون کو دنیا مین
جہان مین قدر ہے گل کی فقط عشق عنادل سے

جہچکنا سخت کہنا روک لینا اور ہنس دینا
یہی رہتے ہین جہگڑے رات کو مجہسے اوس گل سے

الٰہی دیکہئے کس دن وہ سوئین آکے پہلو مین
یہی رہتی ہین باتین رات دن دو دو پہر دل سے

تپ فرقت سے ایسا پڑ گیا ہے ضعف اے آغا
کہان کروٹ بدلنا سانس بہی لیتا ہون مشکل سے

غزل رنگین

پہنسا ہون سخت آفت مین لگا کر لو قاتل سے
نہی ہی جان پہ یارب صدا آتی ہے یہ دل سے

مسیحا سے بہی اسیر درد کا درمان نہین ممکن
فراق یار کا مارا ہوا اچہا ہے مشکل سے

ذرا انصاف سے قاتل پہر کنا دیکہ عاشق کا
تڑپ دل کی سوا ہے اضطراب مرغ بسمل سے

گلی مین یار کے اے آسمان آرام کرنے دے
یہانتک بیٹہتا اوٹہتا ہوا آیا ہون مشکل سے

کیا اس مرتبہ جذب دل مجنون نے خود رفتہ
تڑپ کر لیلی پردہ نشین نکلی ہے محمل سے

یہانتک کہینچ لائی بے اجازت دل کی بیتابی
خفا کیون آپ ہوتے ہین اوٹہ جاتے ہین محفل سے

کسی کروٹ کسی پہلو نہین دل کو قرار آتا
تڑپتے ہین فراق یار مین ہم نیم بسمل سے

اسی کافر کے ہاتھو لٹنے گرفتار مصیبت ہون
نہین کچھ آپسے شکوہ شکایت ہی مجھے دل سے

اٹک جائیگی جان آکر بوقت ذبح آنکھون مین
ترے دیدار کے طالب کا دم نکلیگا مشکل سے

تعلق یار جانی کا نچھوٹے گا نچھوٹیگا
مثل مشہور ہے دل کی لگی بجھتی ہے مشکل سے

نکل جائیگا پہلو سے تڑپ کر درد فرقت مین
ملو گے ہاتھ اے رنگین جو غفلت کی فرا دل سے

غزل وحید

مین نے مانا کہ تمہین کام تھا فرصت بھی نتھی
دور سے شکل دکھا جاتے یہ صورت بھی نتھی

جی پہ جب بنگئی عاشق کے تو کیونکی تکلیف
اب یہان آنے کی ایسی تو ضرورت بھی نتھی

دل ہے بیتاب نہ تھا جس سے یہ آنسو نکلے
یار دو روز سے قابو مین طبیعت بھی نتھی

بدزبانی جو وہ کرتے ہین یہ کیا باعث ہے
گالی دینے کی تو ایسی کبھی عادت بھی نتھی

کیا کہون کیون مجھے الفت مین کیا اسنے خراب
کچھ مرے ساتھ کبھی اسکو عداوت بھی نتھی

جبتلک دل مین رقیبونکے نہ تھا مجھسے غبار
اسقدر آپ کی خاطر مین کدورت بھی نتھی

جان دی ہجر مین تمنے تو بہت خوب کیا
اور اسنے ملنے کی وحید اب کوئی صورت بھی نتھی

غزل حجاب

غضب جوڑے کی بندش ہی قیامت کا بالا ہے
تم ہتون پہ ہی گٹھرا بدن سانچے مین ڈھالا ہے

سلونا پن غضب کا ہے نہ گورا ہے نہ کالا ہے
ترا معشوق جوبن مین زمانے سے نرالا ہے

اٹھا قامت جو اس گل کا قیامت ہو گئی برپا
ہوا اس ہی نہین جیسے کہ ہوش اپنے سنبھالا ہے

قضا آتی ہماری تم اگر اس دم چلے آتے
تمہین مرد کا نہین دم سے اجل کو جیسے ٹالا ہے

تہی فرقت مین طفل اشک نظرون سے گرے جاتا
وگرنہ یہ وہ لڑکے ہین جنہین آنکھون مین پالا ہے

ہنسے ہو گئے صاحب کہانتک آزماؤ گے
گلے لگ جاؤ کیا ہر روز کا جھگڑا نکالا ہے

کان بنواتے ہین منعم عبث اس نوا زنانی مین
حجاب آیا ہے جو اسکا وہ اکڑ جانیوالا ہے

غزل شہیدی

غضب ہی اوس بت کافر پہ اپنا دم نکلتا ہے ۔ بنیا تا لوٹ جسکے کوچے سے ہر دم نکلتا ہے
نہ رکہہ آنکھوں پہ میری آستین لطف اے ہمدم ۔ کہ اشک سرخ کے ہمراہ دلکا غم نکلتا ہے
دکہا کر اپنی آرایش پری مجھکو نہ دہوکا دے ۔ کسی کے سادہ پن مین اور ہی عالم نکلتا ہے
نہین خاطر مین لاتا وہ مرے آزردہ ہونیکو ۔ یہ سمجھ رکہا ہے ظالم نے پہنسا دل کم نکلتا ہے
سمجھ کر اجنبی مین جس سے دلکا راز کہتا ہون ۔ خجل ہوتا ہون کیا کیا جب وہ محرم نکلتا ہے
بنا دیتا ہے کوچہ فقر کا تیرے کو بھی سیدہا ۔ کہنچا جب جنتری مین تار کا سب خم نکلتا ہے
شہیدی ہی نہین واقف مگر اتنا تو واقف ہون ۔ کوئی راتو نکو یان کرتا ہوا ماتم نکلتا ہے

غزل نور

حرارت سے تپ فرقت کی دل سینے مین جلتا ہے ۔ غضب کی آگ بہڑکی ہے دہوان منہہ سے نکلتا ہے
جو مین نے یار سے پوچہا تمہین کس سے محبت ہی ۔ تو وہ ہنسکر لگے کہنے تمہین پہ دم نکلتا ہے
کہو اوس بیوفا سے بام پر آنا مناسب ہی ۔ جنازہ تیرے عاشق کا ادہر سے اب نکلتا ہے
خیال آتا ہے قاتل کو جو میری بیگناہی کا ۔ بہانے سے وہ منہہ ہی کو کف افسوس ملتا ہے
لگی ہچکی جو مجھکو شکل مینا یاد ساقی مین ۔ تو سمجھے دیکہنے والے کسی پہ دم نکلتا ہے
ستم ڈہایا خفا ہونے نے اونکے جان مضطر پہ ۔ وہ کیا روٹھے کہ خنجر ہی گلے پر رک کے چلتا ہے
بتو نکلا سوم دل ہوتا ہے میری آہ سوزان سے ۔ وہ پتہ تاثیر مین نالے کہ پتہر بہی پگہلتا ہے
مرصع ہی غزل کیا کیا در مضمون نکالے ہین ۔ ہمیشہ نور وصف لعل لب مین لعل اوگلتا ہے

غزل ابسر

تری زلفون مین دل اولجہا ہوا ہی ۔ بلا کے پیچ مین آیا ہوا ہے
صفائی تیری عارض کی ہے ایسی ۔ کہ آئینہ کو بہی سکتا ہوا ہے
بتون پر رہتی ہے مائل ہمیشہ ۔ طبیعت کو خدا یا کیا ہوا ہے

وفا ہو یا جفا ہم سب مین خوش ہین / کرین کیا تم پہ دل آیا ہوا ہے
ہوئی ہے عشق ہی سے حسن کی قدر / ہمین سے آپ کا شہرہ ہوا ہے
نہ کیونکر لہو ہی خون نامے سے آئے / اوسی جلاد کا لکھا ہوا ہے
کہون کیا حال اگلی عشرتون کا / وہ تہا اک خواب جو بھولا ہوا ہے
چلے دنیا سے جسکی یاد مین ہم / غضب ہے وہ ہمین بھولا ہوا ہے
نہین بوجہہ بجلی آرہی ہے / ہمارا گہر نہ کچھ چہپا ہوا ہے
پریشان رہتے ہو دن رات اکبر / یہہ کسکی زلف کا سودا ہوا ہے

غزل احباب

جو ہمسے آج وہ دلبر خفا ہے / خدا جانے ہماری کیا خطا ہے
خفا رہ تو اگر ہم سے خفا ہے / نہ بول ای بت ہمارا بھی خدا ہے
اونہین زلفون کا پہر سودا ہوا ہے / بلا کا سامنا اچھا ہوا ہے
جو پہر پہر کر اوسی کو دیکھتا ہے / یہ دل ہے یا کوئی قبلہ نما ہے
رہا کرتے ہین جسکی یاد مین ہم / ہمین وہ سنگدل بھولا ہوا ہے
نکل سکتا نہین قید جنون سے / محبت زلف کی زنجیر پا ہے
نظر پہر کر جدہر مین دیکھتا ہون / سوا تیرے نہ کوئی دوسرا ہے
ہمیشہ یاد مین پہرتا ہون جسکی / غضب ہے ہمکو وہ بھولا ہوا ہے
پریشان دیکہکر کہتے ہین احباب / یہ کسکے دام گیسو مین پہنسا ہے

غزل قرار

اٹھا نہ رہنے دے جھگڑے کو یار تو باقی / رکے نہ ہاتھ ابھی ہے رگ گلو باقی
فنا ہے سب کے لیے مجھپہ کچھ نہین موقوف / یہ رشک ہے کہ اکیلا رہیگا تو باقی
بہشت یہ کد ہے مری ساتہ ای محب تجھکو / رہونگا مین نہ یہان پر نہ اور تو باقی

شہر شہر ملک الموت روح قبض نہ کر
ابھی وصال صنم کی ہے آرزو باقی

ہٹا نہ خنجر برّان گلے سے ای قاتل
ابھی ہے مجھہ مین تڑپنے کی آرزو باقی

جو روبرو مرے آجائے وہ پری پیکر
رہے نہ زاہدو دم بھر مرا وضو باقی

جلا یا ہے تپ ہجران نے اسقدر مجھکو
طبیب جسم مین اپنے نہین لہو باقی

ہمارے پھول اوٹھا کر وہ بولا غنچہ دہن
ابھی تلک ہی محبت کی اسمین بو باقی

کنوے مین قید ہوئے جبکہ حضرت یوسف
رہی نہ عشق مجازی کی آبرو باقی

جو قتل کرتا ہے تو پر بھی کھول دے صیاد
کہ رہ نہ جائے تڑپنے کی آرزو باقی

ہمارے ساتھ جو سویا وہ گل گلے لگ کر
رہی مہینون تلک بھینی بھینی بو باقی

لگا کے چھاتی سے ہمکو وہ گل یہ کہتا ہے
لپٹ لے اور اگر ہووے آرزو باقی

گلے کا ہار کرین کیا تجھے گل رعنا
رہی نہ مہر و وفا کی وہ تجھہ مین بو باقی

وصال یار کی کیا کیا نہ ہمنے فکرین کین
رہی نہ کوئی زمانے مین جستجو باقی

کمر حسینونکی عنقا ہے کچھ کلام نہین
مگر ثبوت دہن مین ہے گفتگو باقی

کیا تہا آپنے وعدہ کہ بوسہ کل دینگے
اب اس مین آپ کو کیا ہیگی گفتگو باقی

تو آج اوسکو بھی دل کے سبب ڈبو بیٹھے
ذرا الم سور رہی تہی جو آبرو باقی

ہمین تو لیچلا صیاد کر کے دام مین قید
چمن مین رہ گیا افسوس یار تو باقی

قمر اسے بحر جہان مین اسے غنیمت جان
جو اس زمانے مین رہ جائے آبرو باقی

غزل عالم

خدا نے اوس پری کی نور کی صورت بنائی ہے
پہسلتی ہے نگہہ اپنی یہہ عارض کی صفائی ہے

نہین ہین بال چوٹی کے گل رخسار جانان کے
تماشا ہی گلستان مین گہٹا گھنگھور چھائی ہے

کٹے ہین ہونٹ نیلے وصل کی شب بوسے لیکر
بہانہ شرم ہی کرتے نہین مسی لگائی ہے

سبب کہلتا نہین آزردگی کا سخت حیران ہون
اوتار دینگے کسے نظرون سے کیون تیوری چڑھائی ہے

لیے جاتی ہے بیتابی دل کھینچکر مجھکو — قسم ناحق وہ معشوق پر جانیکی کہائی ہے
سنبھالو دلکو اپنے بھی نہین بیتابیان اچھی — مگر آج جو وہ نور ہے تو کل صفائی ہے
جنازہ یار کے در پر مرا رکھکر یہ کہہ دینا — جسے تم کو پیار کرتے تھے اوسکی لاش آئی ہے
عجب حیران ہون عالم یہ ہم آشنائی ہے — کہ منہ پہ خاک اڑتی ہے مگر دل مین صفائی ہے

غزل حسرت

سناہے اونکو منظور نظر تیغ آزمائی ہے — یہان شوق شہادت نے مری گردن جھکائی ہے
ارے او بیوفا جبسے طبیعت تجھپہ آئی ہے — سماہی روح قالب مین تری الفت سمائی ہے
سمجھکر عاشق جانباز اتنا مت ستا ہم کو — اوسی نے دل دیا جسنے تری صورت بنائی ہے
سر مرقد جو آتے ہین تو کہتے ہین خدا بخشے — ہمارے عشق مین اسنے بڑی ایذا اوٹھائی ہے
ہر اک عضو بدن دلچسپ ہر موئی مژہ نشتر — حسینان جہان سے بھی عجب تیری کیبائی ہے
سوئے گور غریبان جب گیا وہ فتنہ محشر — عدم مین غل مچا او شور قیامت سر پہ آئی ہے
نہ اوسکی چشم جادو سے کہے دیتے ہین ہم حسرت — حذر لازم کرو دیکھو یہ آنکھونکی لڑائی ہے

غزل

خبر ہمنے تمہاری غیر سے ملنے کی پائی ہے — اسی باعث تو جھگڑا ہے اگر ہمسے [illegible]
ہوئے بدنام لاکھون مین ہزارون دل لگا کر ہم — تمہارے واسطے کیا کیا نہین آفات اوٹھائی ہے
گمان ہے سارے عالم کو شفق پھولی بدخشان مین — لب نازک پہ لالی پان کہانسے جو آئی ہے
خدا حافظ ہے جاتے ہین نہ آئینگے نہ آئینگے — کوئی جا اور ڈھونڈھینگے پڑی ساری خدائی ہے
جو آنا ہو تو جلد آؤ عبث کیون دیر کرتے ہو — عدم کو کوچ ہے اپنا اجل لینے کو آئی ہے
خفا بیٹھے ہو چین ماتھے پہ اتنا کیون یہ برہم ہو — کسی کا خون کرڈالوگے کیا جی مین سمائی ہے

غزل قیصر

اگلی باتین نہ رہین اور وہ الفت نہ رہی — تم کو اے جان جہان ہمسے محبت نہ رہی

ہو گیا شیشے سے نازک دلِ محزون اپنا
کون اب ناز اوٹھا وے وہ طبیعت نہ رہی

ای صنم بندہ ہوئے تیرے خدا کو بھولے
منہہ دکھانے کی کوئی حشر مین صورت نہ رہی

پابزنجیر ہوئے ہم وہ ہوئے پردہ نشین
اون سے اب کوئی ملاقات کی صورت نہ رہی

وعدہ آنیکا کیا اور نہ آئے مرے گھر
مین نے پوچھا جو سبب بولے کہ فرصت نہ رہی

ضعف اس درجہ بڑہا ہے تب ہجران سے مجھے
تا درِ یار پہونچنے کے بھی طاقت نہ رہی

تو ہی جانان سے بھی برباد کی تو نے مری خاک
ای صبا کون سے دن تجھکو کدورت نہ رہی

وصل بھی ہو چکا فرقت بھی ہوئی غم بھی اٹھا
اب مرے دل مین کسیطرح کی حسرت نہ رہی

رنج سے درد جدائی سے اذیت سے بچے
شکر ہے خوب ہوا آپ سے الفت نہ رہی

نزع کا وقت ہے ہونٹون پہ دم آپہونچا ہے
ای مسیحا ترے بیمار مین حالت نہ رہی

مل گئے خاک مین خاقان و سکندر قیصر
مٹ گئے ایسے کہ خاکِ سرِ تربت نہ رہی

غزل فائز

ہماری آنکھون مین ای پری رو ترا تصور جما ہوا ہے
جدہر کو دیکھا تجھی کو دیکھا کہ گویا تو ہی کہڑا ہوا ہے

نہ ہی جفا و ستم کا ہرگز نہ مجھکو شکوہ نہ کچھ گلا ہے
مگر یہہ پوچھون ہون تجھسے پیارے تو مجھسے کیونکر خفا ہوا ہے

وہ شب کو سونیکے وقت لیٹے تو مین نے چھیڑی کہانی اپنی
کہا یہہ قصہ بخیر و صاحب کہ یہ تو میرا سنا ہوا ہے

کوئی تو جا کر کے دیکھو یارو کہ شہر مین ہے یہ شور کیسا
مگر وہ نکلا ہے گھر سے باہر جو ایک محشر بپا ہوا ہے

نہ جاؤ گلشن مین میرے پیارے عبث ہی جانا وہان تمہارا
ہمارے سینے مین آکے دیکھو کہ کیسا لالہ کھلا ہوا ہے

جو یار جانی تھے سب ہمارے وہ آہ سوی عدم سدھارے
ہمارے دل کو بہی اب تو ہر دم سفر کا کھٹکا لگا ہوا ہے

کبہی ہوں روتا کبہی ہوں ہنستا کبہی گریبان کو ٹکڑے کرتا
تو مجھ سے کہتے ہیں دوست تیرے کہ تجھکو فائدہ یہ کیا ہوا ہے

غزل وحید

کس وقت تیرے رخ پہ زلف دوتا نہیں ہے — کب روشنی کی دشمن کالی بلا نہیں ہے
ہم اپنے حال دل کا سب کہہ چکے فسانہ — کہتے ہو کس مزے سے ہمنے سنا نہیں ہے
قاصد کی جان جائے پرزے کریں وہ خط کے — تقدیر میں ہماری کیا کیا لکھا نہیں ہے
دل ہے کہیں ہمارا آنکھیں کہیں ہماری — کوئی تو کھو گیا ہے جسکا پتہ نہیں ہے
ہم آپ سے پہنسے ہیں قید بلا میں آکر — او دام زلف مشکیں تیری خطا نہیں ہے
وہ ظلم ابتدا میں کتنے کیے ہیں مجھ پر — جس ظلم کی جہاں میں کچھ انتہا نہیں ہے
شبنم یہ گل ہنسا تھا کملا گیا خزاں سے — رونے پہ یاں کسی کے ہنسنے کی جا نہیں ہے
کہتا ہے عاشقوں کو کرکے قتل ظالم — اب خون بیگناہاں کہیے روا نہیں ہے
اب تم وحید واقف کس رنگ سے نہیں ہو — فیض بشیر سے یہاں کچھ لوگ کیا نہیں ہیں

غزل داغ

چلے ہو لیکے دل ہمراہ تم آنا یہاں پھر بہی — کرم کرنا ہمارے حال پر اے مہرباں پھر بہی
ابہی سمجھے نہیں تم ماجرا ای دل کی کیفیت — سنائینگے تمہیں ہم ایکدن یہ داستاں پھر بہی
غش آیا ہاتھ کانپے تیغ کی ٹکڑے ہوی آخر — کہو تو سخت جانوں کا کروگے امتحاں پھر بہی
نکل آیا ہے خط ہر چند تیری روی گلگوں پر — نکلتی ہے مگر اک بات تجھ میں داستاں پھر بہی
لیے ہیں امتحاں کیا کیا کوئی انصاف سے دیکھے — رہا وہ بیمروت تا ہمیسے بدگماں پھر بہی
مجھے ہے داغ کیا ارمان ایام گذشتہ کا — دوبارہ جاکے آتی ہے کہیں عمر رواں پھر بہی

اشعار مختلفہ

عجب کچھ حالت دل ہے جہان دیکھی نئی صورت
تمہارے عشق مین صاحب ہلال عید کی صورت
دیکھتی ہی شوق سنے ایسا کیا بے اختیار
کیا ہمین اک مثل گو ہر غلطان آوارہ ہین
انکار رہا خواب مین بھی وصل سے انکو
جب کہا اوسنے کسی نے آپکو کس سے ہے عشق
نام میرا سُنتے ہی شرما گئے
اس قدر لطف نہ فرماؤ شب وصل مین تم
تا اشارے کو سمجھنے نہ لگے غیر کے وہ
انداز اپنا آئنے مین دیکھتے ہین وہ
برابر آئنے کے بھی نہ سمجھے قدر وہ دلکو
بنا کر آئنہ خود بین کیا آئینہ رویون کو
جو بات کل تھی ملاقات مین وہ آج نہین
نظر لطف وکرم یار کی اب وہ نہ رہی
اوٹھا اوٹھا کے جو پردہ نگاہ کرتے ہین
مرے دست گستاخ وہ ڈھونڈتے ہین
خطا ثابت کرینگے اپنی اور ہم اونکو چھیڑینگے
بعد رنجش کی مزہ ملنے سے کچھ حاصل نہین
غیرون سے آنکھ آپکی ہر دم لڑی رہی
دیکھتے ہی اس ادا کو ہم تو ظالم مر گئے

دلِ ناداں مچلتا ہے کہ ہم تو لبس یہی لینگے
ہزارون اونگلیان اوٹھین جلے سیر کو جو ہم
حالِ دل کہنے لگے ہم یار کی تصویر سے
ہمسے دنیا مین بہت پاکیزہ گوہر ہوئے
معشوق کسی حال مین غافل نہین ہوتا
دیکھتے ہین پیار سے شرما کے اکیطرف
تم نے تو خود آپ کو رسوا کیا
روز ہجران مجھے اندوہ فراوان ہوگا
مین نے اس ڈر سے کبھی اوسکو اشارہ نکیا
اور یہ بھی دیکھتے ہین کوئی دیکھتا نہو

اسے زیر قدم رکھا اوسے پیش نظر رکھا
ہمین حیرت ہی ہے کیا بگاڑا تھا سکندر کا
بُرا نہ مانیئے دو دن کا پیار دیکھ چکے
پہلے اک بات جو تھی پیار کی اب وہ نہ رہی
ہمارے دل مین وہ در پردہ راہ کرتے ہین
جو محرم مین حضرت چھپائے ہوئے ہین
سُنا ہے اونکو غصے مین چمٹ جانیکی عادت ہے
گر تمہین الفت نہین اپنا ہی ہے وہ دل نہین
کیون بھی ہمارے سامنے چلمن پڑی رہے
یہ کہا تھا کسنے یون چلمن اوٹھا کر چھوڑ دو

جان گر تن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن
پہر اوسی بیوفا پہ مرتے ہین ✤

اس طرف کو دیکہنا ہی ہے تو شرمایا ہوا
مین نے جو یہہ کہا تمہین اُلفت مری نہین
لکہکر زمین پہ نام ہمارا مٹا دیا

نہین ہے گرد دامن سرخ سنجاب
کہتے ہو کہ بس دیکہ لیا ہمنے ترا دل

قطعہ
عجب ترکیب پائی ہی تری عنصر نے الےقاتل
تکلف کیا ہے چیتے نے اگر پائی کمر پتلی
کہے دیتی ہین یہ نیچی نگاہین ✤ ✤

انگڑائی بہی وہ لینے نپائے اوٹہا کی ہاتہ
غضب کے دن ہین جوانی پہ ہین جو آئی ہوئی
دیا ہے بوسہ اوسے پہیر لو تو ہم جانین
وہ چیز نہین دل کہ ہین جو باتون مین دیدون
دل کو سمجہی تہے کہ اوس بزم سے لے آئینگے

قطعہ
اک روز کہا مین نے اکیلا اونہین پاکر
منہہ پہیر کے شرما کے لگے کہنے کہ اچہا
کون آتا ہے یہ کسکے پانونکی آواز ہے

جب مین ذکہا ظلم اوٹہاتے نہین جاتے
تو نہ آتا تہ ہی آواز تو آیا کرتی ✤ ✤
تماشے کو نکل آتا ہے وہ رشک پری گہر سے

جان منظور نہین تیری جدائی مجہ کو
پہر وہی زندگی ہماری ہے ✤

اب تلک ہی آنکہ مین شب کا سما چہایا ہوا
گردن جہکا کے ناز سے بولے کہ جی نہین
اونکا تو کہیل خاک مین ہمکو ملا دیا

لہو میرا ہے دامنگیر دیکہو
دل دیکہ لیا اور پہر ارمان نہین دیکہا

قطعہ
بدن شفاف شانے گول قد موزون کمر پتلی
تمہاری ہونٹ پتلی انگلیان پتلی کمر پتلی
کہ بالاے زمین کیسا کیا نہوگا ✤ ✤

دیکہا مجہے تو چہوڑ دیے مسکرا کے ہاتہ
اوڑہا ئے پہرتا ہے جوبن بڑی بنا ہوئی
یہ دل نہین ہے جو لیجا ؤ مسکرا کر تم
مانگو تو ذرا ناز سے پہلو مین مچل کر
ہاے اپنا بہی ہوا اون سے پہر آنا مشکل

قطعہ
جاتی ہو مری جان گلے مجہکو لگا لے
کہیو نہ کسی سے یہ قسم پہلے تو کہا لے
ہر صدا ہی پاتین جسکے سو طرحکا ناز ہی
جہنجہلا کے یہ کہنے لگے پہر ہمکو سنچا ہو
گہر بہی قسمت سے ترے گہر کے برابر نہوا
مزہ دکہلا رہا ہی اندنون دلبر نہ مین اپنا

اک جان کے در پے ہین مرے اتنے ستمگر
جوانی کے مزے دکھلا رہا ہے
لڑکپن سے ہی مجھکو عشق ای بت خوبرو لیکن
توڑتا ہے دلِ عاشق کو کھلونے کیطرح
جب مین کہتا ہون کہ اب جان سے گذر جاؤنگا
اسی سے نہین دل لگاتے کسی سے
عشق کا منصب بڑا جسدم مری تقدیر نے
تم مرے حسن کے واقف نہین ہو یا بدو
خط تو لکھتا ہون مگر خوف لگا ہے دلکو
قاصد کو موت آگئی پیغام رہ گیا
یہہ تو سمجھے ہین مقرر تم نہ لکھو گے جواب
مین اگر جاؤن تو نکلے مطلبِ دل کچھ نہ کچھ
نامحرم سو نکلی آنکھہ نہ محرم پہ جا پڑے
اوڑہی دولائی تمنے چلنا نہ تھا او پھر کر
غیر کے گھر مین رہو کوئی وہان ہو کہ نہو
ضعف سے گو نہین طاقت ہی یہ گرتے پڑتے
عشق کا کوئی نتیجہ نہین جز درد و الم
پھر ہی چشم محبت سے پہر دیکھو
کیا بلا عشق ہے جیتا ہون تو بدنام ہون
گلے لگائین بلائین لین تمکو پیار کرین
ہمہ ہی آنکھون پہ مرے منہہ پہ نہ تم رکھو ہاتھ

غمزہ ہے کرشمہ ہے اشارہ ہے ادا ہے
وہ گذر رہا ہوا جو بن کسیکا
مچل جاتا تھا ابھی دیکھکر تصویر کسی کی
یہ لڑکپن تو ترا جائیگا جاتے جاتے
ہاے کس ناز سے کہتا ہے وہ اچھا کبتک
وفادار معشوق کم دیکھتے ہین
آہ کی نقدی ملی صحرا ملا جاگیر مین
نام ہی سنتے ہو منہہ دیکھا ہے کسدن حور کا
محفل یار مین قاصد کا گذر ہو کہ نہو
پوچھا نہ خط مرا نہ زبانی خبر گئی
خط ہی تم لیکر ہمارا نامہ بر سے دیکھنا
میرا جانا اور ہے قاصد کا جانا اور ہے
کرتی پھٹی ہوئی ہے دوپٹہ سنبھالیئے
جوبن چھپایا تمنے لیکن چھپا نہ چھپانا
تمہین بتلاؤ برا دل مین گمان ہو کہ نہو
اوسکے در تک تو چلو تاب و توان ہو کہ نہو
لاکھہ تدبیر کیا کیجیئے حاصل ہے وہی
ہماری گردشِ تقدیر دیکھو
جان دیتا ہون تو اوس شوخ کی رسوائی ہے
جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین
حرفِ مطلب کسی صورت سے ادا ہونے دو